ماہنامہ نصرۃ العلوم، فروری ۲۰۲۳ء

[جلد ۲۸، شمارہ ۲]

عنوانات	رشحات قلم	صفحہ
۱۔ حالات وواقعات	مولانا زاہدالراشدی	۲
۲۔ مشاہداتِ معراج	مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ	۵
۳۔ شوقِ مطالعہ	مولانا محمد فیاض خان سواتی	۱۵
۴۔ مرض کا صحیح علاج	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۱۹
۵۔ دینی مدارس کے طلباء نسبتاً سنجیدہ کیوں ہیں؟	آصف محمود	۲۹
۶۔ انفاق فی سبیل اللہ کے حیرت انگیز فوائد	مولانا محمد فیاض خان سواتی	۳۲
۷۔ اہل بیتؓ اور صحابہ ؓ کی توہین کے خلاف قانون سازی	مولانا حافظ مومن خان عثمانی	۴۳
۸۔ ذخیرہ اندوزی: ایک غیر فطری اور غیر شرعی عمل	مولانا محمد ابوبکر حنفی شیخوپوری	۴۷
۹۔ وفیات	مولانا محمد فیاض خان سواتی	۵۰

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حالات وواقعات

مولانا زاہدالراشدی
شیخ الحدیث جامعہ نصرۃ العلوم

سودی نظام کا متبادل صرف اسلام!

(سودی نظام کے خاتمہ کے لیے مسلسل مہم جاری ہے، خدا کرے کہ جلد کسی مثبت نتیجے تک پہنچے، آمین یارب العالمین، اس سلسلہ میں نصف صدی قبل کا ایک مضمون یاددہانی کے لیے دوبارہ شائع کیا جارہا ہے جو ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور میں بائیس جون ۱۹۷۳ء کوشائع ہوا تھا۔)

پنجاب کے وزیرخزانہ جناب محمد حنیف رامے نے صوبائی اسمبلی میں سال انڈسٹریز کارپوریشن بل پر بحث کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ پاکستان کے حالات کا اولین تقاضا ہے کہ ہم سودی نظام سے نجات حاصل کریں۔اور حکومت سود سے پاک اقتصادی نظام رائج کرنے کا ارادہ رکھتی ہے مگر موجودہ سرمایہ دارانہ وجاگیردارانہ نظام میں سود سے چھٹکارا ممکن نہیں، اس کے لیے ضروری ہے کہ موجودہ معاشی نظام سے گلوخلاصی کرا کے اشتراکی نظام رائج کیا جائے، حنیف رامے صاحب نے اس سلسلہ میں کارل مارکس فریڈرک، اینگلز اور لینن کے حوالہ سے اشتراکیت کا ذکر کرتے ہوئے جناب سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کا سب سے پہلا سوشلسٹ قرار دیا۔

جہاں تک رامے صاحب کے اس ارشاد کا تعلق ہے کہ پاکستان کے حالات کا اولین تقاضا سودی نظام سے نجات حاصل کرنا ہے، ہم اس سے سوفیصد متفق ہیں اور اس لحاظ سے ہمیں خوشی ہوئی ہے کہ برسرِاقتدار طبقہ کے ایک ذمہ دار فرد نے اس حقیقت کا برملا اعتراف کیا ہے جس پر علماء حق قیام پاکستان سے اب تک مسلسل زور دیتے آئے ہیں۔ یہ اعتراف جرأت مندانہ بھی ہے اور حوصلہ افزا بھی۔ ہم رامے صاحب کے اس خیال سے بھی متفق ہیں کہ موجودہ سرمایہ دارانہ وجاگیردارانہ نظام کی موجودگی میں سود سے گلوخلاصی مشکل ہے۔سود کے خاتمہ کے لیے ضروری ہے کہ پورے اقتصادی ڈھانچہ کو ازسرنو انقلابی تبدیلیوں کے ساتھ مرتب کیا جائے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مگر معزز وزیرخزانہ کے اس فرمان سے اتفاق مشکل ہے کہ موجودہ سرمایہ دارانہ نظام کی جگہ کارل مارکس اور لینن کے اشتراکی نظام کا نفاذ ناگزیر ہے۔ اور نہ ہم ان کی طرف سے کارل مارکس کے حوالہ سے جناب سرور کائنات گو ''سوشلسٹ'' قرار دے سکتے ہیں۔ ہمارے نزدیک کارل مارکس اور لینن کے ساتھ آقائے نامدار علیہ السلام کا ذکر بھی ختمی مرتبتؐ کی توہین ہے چہ جائیکہ ان کے درمیان فکری مناسبت کی قدریں تلاش کی جائیں، العیاذ باللہ۔ اشتراکی نظام عالم انسانیت کے مسائل کا حل نہیں اور راے صاحب کا یہ کہنا غلط ہے کہ اشتراکی نظام میں ''محنت'' کو بنیادی درجہ حاصل ہے اور سرمایہ داری کی گنجائش نہیں۔ کیونکہ اشتراکیت تو سرمایہ داری کی ایسی گھناؤنی شکل ہے جس میں محنت، سرمایہ کے دباؤ سے آزادی کا تصور بھی نہیں کرسکتی۔ فرق صرف یہ ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام میں سرمایہ انفرادی طور پر محنت کا استحصال کرتا ہے مگر اشتراکیت میں وہی سرمایہ اجتماعیت اور حکومت کے ڈنڈے سے مسلح ہوکر محنت پر مسلط ہوجاتا ہے۔ اور پھر محنت کار کا جو حشر ہوتا ہے اس کا سوشلسٹ ممالک خصوصاً روس کی رجعت قہقہری سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ محنت کار کی جو سرمایہ دارانہ نظام میں حیثیت ہے وہی اشتراکی نظام میں ہے، بلکہ اس سے بھی بدتر۔ کیونکہ اشتراکی نظام میں حکومت سرمایہ دار کا فرض انجام دیتی ہے اور اس کے ہاتھ میں لاء اینڈ آرڈر کا ڈنڈا بھی ہوتا ہے۔ اس لیے اس نظام میں تو محنت کار کے لیے آزادی کے ساتھ سانس لینے کی بھی گنجائش نہیں رہتی۔

ہمارے نزدیک سرمایہ دارانہ نظام اور اشتراکیت ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں اور محنت کار کی محنت کا دونوں ہی استحصال کرتے ہیں۔ ایک انفرادی شکل میں اور دوسرا اجتماعی طور پر۔ استحصال کے خاتمہ اور محنت و سرمایہ کے درمیان توازن کی ضمانت دنیا میں صرف ایک نظام دیتا ہے اور وہ ہے ''اسلام''۔ حضرت محمد عربیؐ، صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ، عثمان غنیؓ، حیدر کرارؓ، صحابہ کرامؓ، عمر بن عبد العزیزؒ اور سلف صالحینؒ کا اسلام۔ جس اسلام نے دنیا میں حقوق کی مساوات کی مثال قائم کی اور جس کے عملی نفاذ کا دور دنیائے انسانیت کی تاریخ کا حاصل ہے۔ اسلام نے سرمایہ اور محنت کے حقوق متعین کر کے ان کے درمیان ایسا توازن قائم کیا ہے جس سے دونوں کے مابین نزاع کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہوگیا ہے۔

اسلام سرمایہ دار اور محنت کار کے درمیان نفرت پیدا کر کے اور انہیں آپس میں لڑا کر طبقاتی تقسیم کے بہانے ایک گروہ کو ہمیشہ کے لیے دوسرے پر مسلط کرنے کا روادار نہیں۔ بلکہ وہ باہمی الفت و محبت، صلح و آشتی اور ادائیگی حقوق کے ماحول میں اجتماعی زندگی کی گاڑی چلانے کی عملی مثال پیش کرتا ہے۔ اس کے نزدیک نہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

''سرمایہ'' شرافت وعزت اور عظمت کی دلیل ہے اور نہ ''محنت''۔ بلکہ وہ کردار کو عظمت کی دلیل قرار دیتا ہے۔ انسانی اخلاق وکردار سے اگر عثمان غنیؓ، عبدالرحمان بن عوفؓ اور زبیر بن عوامؓ جیسے مالدار وابستہ ہوں تو اسلام ان کی عظمت کے گن گاتا ہے۔ اور اگر بلالؓ، صہیبؓ، وحشیؓ، عمارؓ، خبیبؓ اور زیدؓ جیسے محنت کار اخلاق وکردار کی اس راہ پر گامزن ہوں تو اسلام ان کی زندگی کو انسانی زندگی کی معراج قرار دیتا ہے۔ اصل بات سرمایہ یا محنت کی نہیں بلکہ انسانی بھائی چارہ، باہمی حقوق کی صدق دل سے ادائیگی، اور ظلم وبے انصافی کی راہ سے گریز ہے۔ اور اس کی ضمانت نہ سرمایہ دارانہ نظام دیتا ہے اور نہ اشتراکی نظام، اس کا ضامن صرف اسلام ہے۔

اس لیے ہم ارباب اقتدار سے گزارش کریں گے کہ آپ ''آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا'' والی بات نہ کریں۔ اگر آپ صدق دل سے ملک میں سرمایہ دارانہ نظام کی جگہ منصفانہ اور عادلانہ نظام نافذ کرنا چاہتے ہیں تو وہ عادلانہ نظام اشتراکیت نہیں، اسلام ہے۔ آؤ اور حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہؒ کے حکیمانہ فلسفہ کی بنیاد پر فرنگی سامراج کے ساختہ پرداختہ سرمایہ دارانہ نظام کو بیخ وبن سے اکھاڑ کر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا، عادلانہ اور منصفانہ نظام نافذ کرنے کی بات کرو، پھر دیکھو کہ خدا کی رحمتیں اور برکتیں کس طرح پاکستان پر نازل ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس راہ پر گامزن ہونے کی توفیق دیں، آمین۔

مولانا زاہد الراشدی صاحب نے سویڈن میں قرآن کریم کو نذر آتش کرنے کے شرمناک واقعہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے بین الاقوامی اداروں سے مطالبہ کیا ہے کہ دینی شعائر اور مقدس شخصیات کی اہانت کو سنگین جرائم کی فہرست میں شامل کرنے کا جائز مطالبہ تسلیم کریں ورنہ امن اور باہمی رواداری کا ماحول قائم کرنا محال ہوجائیگا، مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ عالمی ادارے الہامی کتابوں اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے گستاخوں کی حوصلہ افزائی کرکے ماحول کو خود خراب کررہے ہیں، جو ان کے مینڈیٹ کے بھی خلاف ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلم حکمرانوں اور او آئی سی کو اس سلسلہ میں سنجیدگی کے ساتھ اپنا کردار طے کرنا ہوگا، مولانا راشدی نے پاکستان کی قومی اسمبلی میں توہین صحابہ کرام واہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کی توہین پر سزا میں اضافہ کا قانون منظور کرنے پر تمام ارکان اسمبلی کو خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ اس سے اس قانون کی توقیر میں اضافہ ہوا ہے اور ہر سلیم الفطرت شخص اس کی حمایت کرے گا۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ قانون کی تکمیل اور نفاذ کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

خطبہ جمعۃ المبارک (غیر مطبوعہ)　--- s ---　مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ
بانی جامعہ نصرۃ العلوم

مشاہداتِ معراج

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی o عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی o عِنْدَھَا جَنَّۃُ الْمَأْوٰی o اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰی o مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی o لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیَاتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی o (النجم۔۱۳تا۱۸)

محترم حاضرین و برادرانِ اسلام!

(ترجمہ) سورۃ النجم کی اِن چھوٹی چھوٹی آیات میں اللہ تعالیٰ نے واقعہ معراج کا ذکر فرمایا ہے، ارشاد ہوا وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی o بے شک دیکھا پیغمبر علیہ السلام نے جبرئیل امین کو دوسری مرتبہ، عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی o سدرۃ المنتہیٰ کے پاس، عِنْدَھَا جَنَّۃُ الْمَأْوٰی o اُس کے پاس جنت الماویٰ ہے، اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰی o جبکہ ڈھانپ لیا سدرہ کو جس چیز نے ڈھانپ لیا، مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی o نہیں ٹیڑھی ہوئی نگاہ اور نہ اُس نے سرکشی کی، لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیَاتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی o البتہ تحقیق دیکھیں اُس نے اپنے پروردگار کی بڑی نشانیاں۔

یہ چند آیات تو سورۃ النجم کی ہیں، اِن کے علاوہ سورۃ بنی اسرائیل میں دو جگہ اللہ تعالیٰ نے معراج کے مضمون کی آیات بیان فرمائی ہیں، اس مضمون کی ایک آیت نمبر ۶۰ ساٹھ ہے، جہاں فرمایا وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْیَا الَّتِیْٓ اَرَیْنٰکَ اِلَّا فِتْنَۃً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَۃَ الْمَلْعُوْنَۃَ فِی الْقُرْاٰنِ وَنُخَوِّفُھُمْ فَمَا یَزِیْدُھُمْ اِلَّا طُغْیَانًا کَبِیْرًا اور ہم نے نہیں بنایا اُس دکھاوے کو جو ہم نے آپ کو دکھایا تھا مگر آزمائش لوگوں کے لیے، اور وہ درخت جس پر لعنت کی گئی ہے قرآن میں، اس کو بھی ہم نے آزمائش بنایا، اور ہم ڈراتے ہیں ان لوگوں کو، پس اُن کے لیے نہیں زیادہ کرتا مگر سرکشی کو۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اور دوسری آیت سورۃ بنی اسرائیل کی پہلی آیت ہے جو آپ ہمیشہ سنتے رہتے ہیں، سُبْحَانَ الَّذِیْ أَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِیْ بَارَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا إِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ o پاک ہے وہ ذات جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گئی مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے اردگرد ہم نے برکات رکھی ہیں تاکہ دکھائیں اُس کو اپنی نشانیوں میں سے، بے شک وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

واقعہ معراج کا تذکرہ

آج کی سورۃ النجم کی تلاوت کردہ آیات میں بھی اللہ تعالیٰ نے اسی مضمون کو بیان فرمایا ہے، جو کہ اِسریٰ یا معراج کہلاتا ہے، اِسریٰ کا لفظ تو قرآن میں آگیا ہے اور معراج کا لفظ حدیث میں آتا ہے، اسرائی کا معنی رات کے وقت لے جا کر سیر کرانا ہے، اور لفظ معراج عروج سے ہے، جس کا معنیٰ بلندی کی طرف لے جانا ہے، ویسے معراج کی سیڑھی کو بھی کہتے ہیں، جو کہیں اوپر جانے کے لیے استعمال کی جاتی ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو بلندیوں پر لے گیا، چنانچہ مذکورہ تین مقامات کی آیات میں اِسی واقعہ معراج کا ذکر ہے، جس کی تفصیلات حضور علیہ السلام نے مختلف مجالس میں مختلف اشخاص کے سامنے بیان فرمائیں، آپؐ نے اس واقعہ کی جتنی تفصیلات مناسب سمجھیں وہ بیان فرما دیں جو کہ کتب احادیث میں محفوظ ہیں، یہ احادیث صحیح بھی ہیں، درجہ دوم کی بھی ہیں اور درجہ سوم کی بھی، اس واقعہ کو نقل کرنے والے حضور علیہ السلام کے ۴۵ پینتالیس صحابہ کرامؓ ہیں جن میں سے چالیس صحابہؓ نے حضور علیہ السلام سے براہِ راست سن کر بیان کیا ہے، ہر کتابِ حدیث میں واقعہ معراج کا ایک باب ضرور موجود ہے جس میں اس واقعہ کی تفصیلات ذکر کی گئی ہیں۔

واقعہ معراج کی حقیقت

واقعہ معراج ایک مسلمہ حقیقت ہے اور اہلِ ایمان کے عقیدے میں داخل ہے، یہ واقعہ اپنی نوعیت کا واحد واقعہ ہے جس کی کوئی مثال یا نظیر نہیں ہے لہٰذا اس واقعہ کو معجزات کے ساتھ بھی بیان کیا جاتا ہے یعنی یہ ایک غیر معمولی واقعہ ہے، اہل ایمان کا اعتقاد ہے اور یہ واقعہ جس قدر قرآن میں بیان ہوا یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے بیان فرمایا ہے اور صحیح طریقے پر ثابت ہے، اُس پر تمام اہل ایمان کا یقین ہے کہ وہ صحیح ہے، اور جو شخص اس واقعہ کا انکار کرتا ہے وہ گمراہ ہے، اور جو لوگ اس کی غلط تاویل کرتے ہیں وہ بھی گمراہی کی بات کرتے ہیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ خواب کا واقعہ ہے، وہ بھی گمراہ ہیں، حقیقت یہ ہے کہ یہ واقعہ خواب کا نہیں بلکہ بیداری کا ہے، خواب کے واقعات تو بہت سے ہیں جو محدثین کرامؒ بیان کرتے ہیں، جنت اور دوزخ کا مشاہدہ اور عالم بالا کی کئی چیزیں اللہ نے خواب کے دوران حضورؐ کو بتلائیں مگر معراج کا واقعہ خواب کا نہیں بلکہ بیداری کا ہے، اہل سنت والجماعت کا تقریباً اتفاقی مسئلہ ہے کہ واقعہ معراج بیداری کی حالت میں پیش آیا۔

مشاہداتِ معراج کا نام

یہ واقعہ تو آپ واعظ لوگوں کی زبان سے سنتے رہتے ہیں، اس کا ذکر آپ تحریروں میں اور تاریخ کی کتابوں میں بھی پڑھتے ہیں، حدیث کے دروس اور قرآن پاک کی تشریحات میں بھی تھوڑا بہت آپ پڑھتے اور سنتے رہتے ہیں اور آپ اس سے واقفیت رکھتے ہیں، اِس وقت اس واقعہ کی تفصیلات بیان کرنا مقصود نہیں ہے جیسا کہ کوئی قصہ بیان کیا جاتا ہے بلکہ میں آپ کی خدمت میں حضورؐ کے وہ مشاہدات عرض کرنا چاہتا ہوں جس میں ہمارے لیے تعلیم وتربیت کا حصہ پایا جاتا ہے، لہٰذا آپ اس کو مشاہدات معراج کا عنوان بھی دے سکتے ہیں، چنانچہ اس واقعہ سے جو اصول اور ضابطے معلوم ہوتے ہیں اور جن کے ذریعے انسانوں کی ذہنی اور روحانی تربیت ہوتی ہے، اُن کو بیان کرنا مقصد ہے، یہ واقعہ حقیقت ہے، یہ نہایت ہی بلند پایا چیز ہے جس کا اعزاز اللہ نے تمام انبیاء میں سے صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی عطا فرمایا ہے، امتِ محمدیہ کے لیے یہ بڑا فخر اور خوشی کا مقام ہے کہ اللہ کے نبی کو انتہائی بلندی حاصل ہوئی ہے۔

بیداری میں پیش آنے والا واقعہ معراج

انسان جسم اور روح کے ساتھ دنیا میں جو کچھ مشاہدہ کرتا ہے، اس میں کسی کو تردد نہیں ہوتا، تو واقعہ معراج بھی اسی قسم کا ہے جو روح اور جسم کے ساتھ بیداری کے عالم میں پیش آیا، اسی لئے مفسرین کرامؒ جہاں اس آیت کی تشریح بیان کرتے ہیں وہاں یہ بات بھی سمجھاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی ابتداء میں ایسے الفاظ اور ایسے کلمات بیان فرمائے ہیں جن کی وجہ سے اس واقعہ کے بارے میں کوئی شک وتردد باقی نہیں رہتا بلکہ یقین آجاتا ہے، چنانچہ ارشاد ہوا سُبۡحَانَ الَّذِیۡ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَی پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصا تک لے گیا، یہ زمینی سفر تھا اور یہاں بھی آپؐ نے بہت سے مشاہدات کئے جن کی تفصیل واقعہ کے ضمن سے معلوم ہوتی ہے، تو آیت کے پہلے لفظ سبحان سے ہی ذہن میں پیدا ہونے والے شکوک وشبہات دور ہوجاتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ یہ واقعہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حضور علیہ السلام کی اپنی مرضی سے پیش نہیں آیا، اگر اپنی حضورؐ اپنے اختیار اور ارادے سے اس سفر پر جاتے تو اشکال پیدا ہوسکتا تھا کہ آپ نے اس جسم کے ساتھ اتنا طویل سفر تھوڑے سے وقت میں کیسے طے کرلیا، لہٰذا سبحان کے لفظ نے اس شبہ کو پہلے ہی رفع کردیا، البتہ واقعہ کی شان میں اتنی بات ضرور آتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی بارگاہ میں التجا کی تھی کہ پروردگار! مجھے جنت اور دوزخ کا مشاہدہ کرادے، اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی یہ دعا قبول فرمائی اور معراج کا یہ واقعہ پیش آیا، آپؐ نے جنت اور دوزخ کے مشاہدہ کے علاوہ دیگر بہت سے مشاہدات بھی کیئے، غرضیکہ حضور علیہ السلام اس سفر پر اپنی مرضی سے نہیں گئے بلکہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو اپنی مرضی اور قدرت تامہ کے ساتھ لے گیا، انسان تو کمزور ہے جو اپنی مرضی سے عالم بالا کی سیر نہیں کرسکتا لیکن اللہ جو قادر مطلق ہے اور تمام عیوب ونقائص سے پاک ہے، اُس نے یہ سیر کرائی، لہٰذا اس اعتراض کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ حضور علیہ السلام از خود اس لمبے سفر پر کیسے جاسکتے تھے، مگر کم فہم لوگوں نے گھبرا کر کہہ دیا کہ یہ خواب کا واقعہ ہے یا محض روحانی سفر تھا، حالانکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا فعل تھا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قدرت کی نشانیاں دکھانا مقصود تھا، اب جو شخص خدا کی قدرت پر شک کرتا ہے اُسے اپنا ایمان درست کرنا چاہئے کہ کیا خدا تعالیٰ قادر مطلق نہیں ہے جو یہ سیر کرانے پر قادر نہیں ہے؟ آج کے دور میں اگر بندے راکٹ اُڑا کر چاند تک رسائی حاصل کرلیں تو کوئی انکار نہیں کرتا مگر خدا کی ذات پر کیسے اعتراض کیا جاسکتا ہے جو قادر مطلق ہے اور ہر چیز پر قادر ہے، آج خدا کی عطا کردہ عقل کے ساتھ نئے نئے ذرائع ایجاد کرکے ۷۲ بہتر گھنٹوں میں آدمی ہوائی جہاز کے ذریعے پوری دنیا کا چکر لگا سکتا ہے حالانکہ اس سے پہلے کبھی ایسا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا، تو جو شخص اللہ تعالیٰ کو خالق، مالک، رب اور قادر مطلق جانتا ہے اس کو اسکی قدرت پر شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

لفظ عبد کا اطلاق روح اور جسم پر

اللہ تعالیٰ نے یہاں پر اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ کہہ کر لفظ عبد کا ذکر کیا ہے یعنی اللہ کا نبی عبد ہے معبود نہیں ہے اور جو اس کی عبادت کرتا ہے وہ کافر اور مشرک ہے، فرمایا وہ عبد ہے جو اللہ قادر مطلق کا عبادت گزار ہے، اور عبد کا لفظ جسم اور روح کے مجموعے پر بولا جاتا ہے نہ کہ خالی دھڑ پر، چنانچہ قرآن میں بہت سی ایسی آیات موجود ہیں جن سے یہ مسئلہ واضح ہوجاتا ہے کہ عبد سے روح اور جسم دونوں مراد ہوتے ہیں اور یہ نہیں کہ انسان کا جسم تو کہیں چارپائی پر پڑا ہو اور اس کی روح صحراؤں، سمندروں، فضا اور آسمان کی سیر کرتی پھرے، غرضیکہ عبد سے مراد

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

روح اور جسم دونوں کا مرکب ہے یعنی روح مع الجسد۔

آٹھویں صدی کے عظیم مفسر امام ابن کثیرؒ جو امام ابن تیمیہؒ کے شاگرد تھے، انہوں نے قرآن پاک کی تفسیر کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابیں لکھی ہیں جن میں تاریخ کی کتاب ''البدایہ والنہایہ'' خصوصی اہمیت کی حامل ہے، اس میں آپ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آٹھویں صدی تک کے دور کی بڑی چھان بین کے بعد مستند تاریخ لکھی ہے جو کہ تاریخ کی تمام کتابوں میں سے بہترین کتاب تسلیم کی جاتی ہے، تو امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ عبد روح مع الجسد کا نام ہے، عبد سے مراد نہ صرف جسم ہے اور نہ صرف روح بلکہ روح اور جسم دونوں پر عبد کا اطلاق ہوتا ہے، قرآن پاک میں جہاں موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم بنی اسرائیل کے مصر سے خروج کا واقعہ آتا ہے، وہاں اللہ نے فرمایا فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ لَیْلًا اِنَّکُمْ مُّتَّبَعُوْنَ (الدخان۔۲۳) اے موسیٰ! میرے بندوں کے لیکر راتوں رات نکل جاؤ اور فرعونی ضرور تمہارا تعاقب کریں گے، ظاہر ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جن چھ لاکھ ستر ہزار بنی اسرائیلیوں کو لے کر نکلے تھے وہ انسان تھے اور روح اور جسم کا مرکب تھے، یہ اسرائیلی جو بحر قلزم کو عبور کر کے گئے تھے کیا ان کی روحوں نے عبور کیا تھا یا جسم بھی ساتھ تھے؟ مطلب یہ ہے کہ اس مقام پر بھی اللہ تعالیٰ نے عبد کا لفظ فرمایا ہے جس سے پورا انسان مراد ہے جو کہ روح اور جسم کا مرکب ہے۔

سورۃ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے چیلنج کرتے ہوئے فرمایا ہے، وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ (آیت۔۲۳) اگر تمہیں کوئی شک ہے جو ہم نے اپنے بندے پر قرآن کی صورت میں نازل کیا ہے تو پھر اس جیسی ایک سورۃ تم بھی بناؤ، یہاں بھی عبد سے مراد روح مع الجسد ہے نہ کہ صرف روح، اسی طرح حضرت ایوب علیہ السلام کے متعلق فرمایا وَاذْکُرْ عَبْدَنَا اَیُّوْبَ (ص۔۴۱) ہمارے بندے ایوب علیہ السلام کو یاد کریں اور ظاہر ہے کہ ایوب علیہ السلام روح مع الجسد دونوں کے ساتھ تھے، حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ (الصّٰفّٰت۔۸۱) وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے، سورۃ الفرقان کے آغاز میں اللہ نے فرمایا تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ (آیت۔۱) اللہ تعالیٰ کی وہ بابرکت ذات ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن جیسی عظیم کتاب نازل فرمائی، ظاہر ہے کہ قرآن تو حضور علیہ السلام پر نازل ہوا تھا جن کو عبد کے لفظ سے ذکر کیا گیا ہے اور آپ روح اور جسم دونوں کے ساتھ تھے، جب شیطان نے اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں کو اغوا کرنے کی قیامت تک کے لیے مہلت طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے مہلت دے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دی اور ساتھ یہ بھی فرمایا اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ (الحجر۔۴۲) میرے بعض مخلص بندوں پر تجھے غلبہ حاصل نہیں ہو سکے گا کہ تو انہیں اغوا کر سکے، یہاں بھی عباد سے مراد مکمل انسان ہیں۔

سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ کسی آدمی کے شایان شان نہیں ہے کہ خدا تو اس کو کتاب، حکومت اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے یوں کہے کُوْنُوْا عِبَادًا لِّیْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰکِنْ کُوْنُوْا رَبّٰنِیّٖنَ (آیت۔۷۹) کہ خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ بلکہ وہ تو کہتے ہیں کہ رب والے بن جاؤ یعنی رب کی پرستش کرنے والے بن جاؤ، اسی طرح سورۃ العلق میں بھی حضور علیہ السلام پر عبد کا اطلاق کیا ہے، ارشاد ہے اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی (آیت۔۹،۱۰) کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جو ایک بندے کو نماز پڑھنے سے منع کرتا ہے، وہ تو ابو جہل تھا جو حضورؐ کو بیت اللہ شریف میں نماز بھی نہیں پڑھنے دیتا، اگر عبد سے مراد صرف روح ہوتی تو روکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا، سورۃ النجم میں بھی فرمایا ہے فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی (آیت۔۱۰) پھر اللہ نے اپنے بندے کی طرف وحی کی جو وحی کی، یہاں بھی عبد سے مراد حضور علیہ السلام ہیں اور آپ روح مع الجسم دونوں کے ساتھ تھے، چنانچہ حضور علیہ السلام کو عبد کے نام کے ساتھ موسوم کیا گیا ہے اور بلاشبہ آپ میں روح اور جسم دونوں چیزیں پائی جاتی تھیں، بہر حال سورۃ بنی اسرائیل کی پہلی آیت میں واقعہ معراج کے زمینی سفر کا ذکر ہے، پھر اس سے آگے عالمِ بالا کا سفر شروع ہوتا ہے، اس سفر کے دوران پیش آنے والے اُن مشاہدات کا ذکر میں نے آپ کے سامنے کرنا ہے جن میں ہمارے لیے تعلیم و تربیت کا سامان موجود ہے۔

سات آسمان

بخاری اور مسلم شریف کی صحیح ترین احادیث میں اس واقعہ کی تفصیلات اس طرح بیان ہوئی ہیں کہ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک زمینی سفر طے کرنے کے بعد عالم بالا میں ساتوں آسمانوں پر حضور علیہ السلام کا عروج ہوا، آپؐ نے اپنی زبان مبارک سے ہر ہر آسمان کے مشاہدات کا ذکر فرمایا ہے جس کی تفصیلات میں ابھی آپ کی خدمت میں پیش کروں گا، دریں اثنا آپ یہ تو جانتے ہیں کہ آسمان سات ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، اَلَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا (الملک۔۳) اللہ کی ذات وہ ہے جس نے سات آسمان اوپر نیچے بنائے جو آسمان ہمیں نظر آرہا ہے اس کو آسمانِ دنیا سے تعبیر کر سکتے ہیں جس کے متعلق اللہ کا ارشاد ہے اِنَّا زَیَّنَّا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ نِ الْكَوَاكِبِ (الصّٰفّٰت ۔۶) بیشک ہم نے آسمانِ دنیا کو ستاروں کی زینت سے مزین فرمایا۔ بہرحال آسمانِ دنیا کے اوپر تہ بہ تہ چھ آسمان مزید ہیں، اس ساتوں آسمانوں کو عبور کرنے کے بعد آگے جنت کا مقام آتا ہے جو کہ بہت بلند ہے۔

پہلے آسمان پر

جب حضور علیہ السلام پہلے آسمان پر پہنچے تو جبریل امین نے آسمان کا دروازہ کھٹکھٹایا، پوچھا گیا کون ہے، انہوں نے کہا کہ جبریل ہوں، پوچھا آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر دریافت ہوا، کیا اُن کو بلایا گیا ہے، کہا ہاں بلایا گیا ہے، چنانچہ آسمان کا دروازہ کھلا، یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ پوچھ گچھ کیوں ہوئی جبکہ جبریل علیہ السلام کی آمد و رفت تو ہمیشہ جاری رہتی ہے، لیکن اس موقع پر اس خاص بات چیت سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور مقام کو واضح کرنا چاہتا تھا اور یہ کہ آپ کو کسی خاص نظام کے ساتھ اوپر لے جایا جا رہا ہے اور مشاہدات کرائے جا رہے ہیں، الغرض پہلے آسمان پر پہنچے تو وہاں بنی نوع انسان کے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، جبریل امین نے تعارف کرایا هذا ابوك ادم یہ آپ کے جدامجد آدم علیہ السلام ہیں، انہوں نے مرحباً بالابن الصالح والنبی الصالح کہہ کر استقبال کیا یعنی نیک بیٹے اور نیک نبی کو خوش آمدید، اس سلسلہ میں اور الفاظ بھی آتے ہیں، آج بھی اگر آپ کسی عرب ملک جائیں تو وہ مرحبا اهلاً وسهلاً کہہ کر استقبال کرتے ہیں اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں، اسی طرح آدم علیہ السلام نے حضور ؐ کا استقبال کیا۔

حضور علیہ السلام سفر معراج کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس موقع پر میں نے کچھ اشخاص آدم علیہ اسلام کی دائیں طرف اور کچھ بائیں طرف دیکھے، اور یہ مشاہدہ کیا کہ آدم علیہ السلام دائیں طرف دیکھتے تو مسکرا دیتے اور بائیں طرف نظر فرماتے تو رونے کی کیفیت پیدا ہو جاتی تھی، جب حضور علیہ السلام نے آدم علیہ السلام کی اس کیفیت کے متعلق دریافت کیا تو جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ آدم علیہ السلام کی دائیں طرف والے اشخاص آپ کی ایماندار اولاد کے نسمے ہیں، نسمے جان اور روح دنوں کو کہا جاتا ہے یعنی وہاں پر اہل ایمان لوگوں کی روحوں کو متشکل کر کے دکھایا گیا تھا، اُن کو دیکھ کر آدم علیہ السلام خوشی کا اظہار کرتے تھے اور مسکرا پڑتے تھے، اُدھر جو بائیں طرف والے اشخاص تھے اُن پر تاریکی چھا رہی تھی، یہ اولادِ آدم میں سے اہل دوزخ لوگوں کی روحوں کو متشکل کر کے دیکھایا گیا تھا، اوران کو دیکھ کر آدم علیہ السلام غمگین ہو جاتے تھے، اس طرح گویا حضور علیہ السلام کے جنتی اور دوزخی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دونوں قسم کی روحوں کو مشاہدہ کرایا گیا۔

دوسرے آسمان پر

اس کے بعد حضور علیہ السلام جبریل امینؑ کی معیت میں دوسرے آسمان پر پہنچے، وہاں بھی دروازہ کھلوایا گیا اور وہاں اللہ کے دو انبیاء حضرت یحیٰؑ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام نے آپ ﷺ کو خوش آمدید کہا، انہوں نے مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح نیک بھائی اور نیک نبی کو خوش آمدید، حضرت یحیٰ علیہ السلام تو دنیا کی زندگی میں شہادت پا کر اس جہاں سے چلے گئے لیکن عیسیٰ علیہ السلام کی مادی حیات ابھی باقی ہے، آپ ہی واحد نبی ہیں جن کا مادی دور ابھی ختم نہیں ہوا، آپ دوبارہ نزول فرمائیں گیا ور پھر آپ کا مادی دور ختم ہوگا۔

تیسرے آسمان پر

تیسرے آسمان پر آپ کی ملاقات یوسف علیہ السلام سے ہوئی، انہوں نے مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح کہہ کر استقبال کیا، حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے اُوتِیَ شطر الحسن یعنی سارے حسن کا نصف تو یوسف علیہ السلام کو عطاء ہوا ہے اور باقی آدھا ساری دنیا میں تقسیم ہوا ہے، شطر کا لفظ حصہ پر بھی بولا جاتا ہے اور مطلب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حسن کا ایک حصہ یوسف علیہ السلام کو عطا کر دیا ہے، محاورے کے طور پر خوبصورت آدمی کو دیکھ کر کہا جاتا ہے۔

ے ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ
شنیدہ کے بود مانند دیدہ

حضرت جریرؓ بہت خوبصورت صحابی تھے، حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں میں ان کو فوجی خدمات کے لیے طلب کیا، پریڈ کرائی اور دوڑایا، ان کے کندھے سے چادر اتر وادی اور صرف تہ بند پہن رکھا تھا، صحابی رسول دوڑ لگا کر واپس آئے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا، اللہ نے تم کو بڑا حسن عطا کیا ہے، کمال کی نقش نگاری، کمال رنگ اور کمال شکل وصورت کے حامل ہو، تم ہماری امت کے یوسف ہو۔

چوتھے آسمان پر

پھر حضور علیہ السلام چوتھے آسمان پر پہنچے، دروازہ کھلوایا گیا اور وہاں آپ کی ملاقات ادریس علیہ السلام کے ساتھ ہوئی، آپ کے دور نبوت کے بارے میں ایک روایت یہ ہے کہ آپ انبیائے بنی اسرائیل میں سے ہیں اور

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دوسری یہ کہ آپ حضرت شیث علیہ السلام کے پڑپوتے اور نوح علیہ السلام کے پڑدادا ہیں، گویا یہ آدم اور نوح علیہما السلام کے درمیانی دور میں گزرے ہیں، ادریس علیہ السلام کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے، اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقاً نَّبِیاً وَرَفَعْنٰہُ مَکَاناً عَلِیّاً (مریم۔۵۶،۵۷) آپ نہایت سچے نبی تھے، اوران کو بلند مقام عطا کیا۔

پانچویں اور چھٹے آسمان پر

جب آپ پانچویں آسمان پر پہنچے تو آپ کی ملاقات ہارون علیہ السلام سے ہوئی، انہوں نے بھی مرحبا کہا، آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بڑے بھائی ہیں، اللہ نے اُن کو بھی نبی اور رسول بنایا، پھر چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ کو خوش آمدید کہا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح جب حضورؐ وہاں سے آگے جانے لگے تو موسیٰ علیہ السلام پر گریہ طاری ہوگیا، اس کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے کہا کہ مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ میرے بعد ایک نوجوان نبی بھیجا گیا ہے جس کی امت میں سے میری امت کی نسبت زیادہ لوگ جنت میں جائیں گے۔

بعض حضرات سوئے فہم کی بنا پر کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے حسد کیا تھا، حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے نبی حسد اور بغض نہیں کیا کرتے ، دراصل یہ اُن کا اظہار افسوس تھا کہ میرے بعد آنے والے ایک نوجوان کے ساڑھے تیئس سالہ دور نبوت کا یہ اثر ہوگا کہ اس کی امت کے بے حد و بے شمار لوگ جنت میں داخل ہوں گے، اس کے برخلاف ہم نے امت میں ۸۰ سال کا عرصہ گزارا مگر آخری امت جتنے لوگ جنتی نہ بن سکے، یہ انہوں نے اپنی امت پر حسرت کا اظہار کیا تھا۔

ساتویں آسمان پر

پھر ساتویں آسمان پر حضور علیہ السلام کی ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ساتھ ہوئی ، انہوں نے مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح کے الفاظ کے ساتھ خیر مقدم کیا، نیز فرمایا فَلَنِعْمَ الْمجیئُ جَـاءَ یعنی بہت اچھا آنے والا آیا ہے، ساتوں آسمانوں کی سیر کا ذکر میں نے کر دیا، اس کے بعد کی تفصیلات اللہ نے موقع دیا تو پھر عرض کر دوں گا۔

ایک اہم سوال کا جواب

(س) موجودہ زمانے میں اسلام کو کس طرح پیش کیا جائے حالانکہ یہ اقتصادیات کا دور ہے؟

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

(ج) نماز، روزے کی طرح اسلام میں اقتصادیات کا نظام بھی موجود ہے، آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں، آپ خود حلال حرام میں امتیا کرنے لگیں، اسی طریقے سے اسلام کو پیش کیا جا سکتا ہے، جائز ذرائع آمدنی اختیار کریں، حرام سے بچ جائیں، سود کو ترک کر دیں، رزق حلال کمائیں، یہی اسلامی اقتصادیات ہے۔

دعائیہ کلمات

یہ صاحب کہتے ہیں کہ نظر بہت خراب ہوگئی ہے دعا کریں، بھائی! میری نظر بھی خراب ہو چکی ہے، سب حضرات صحت کے لیے دعا کریں۔

یہ صاحب کہتے ہیں کہ والدہ اکثر بیمار رہتی ہے، ایک اور صاحب کہتے ہیں کہ مقروض ہوں، ذہنی پریشانی ہے، دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سب کی پریشانیوں کر دور فرمائے اور قرض ادا کرنے کی توفیق بخشے۔

حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحب ہم سب کے بزرگ اور صالح آدمی تھے، آخری حصۂ عمر مدینہ میں گزارا، برصغیر میں قرآن کی سب سے زیادہ تلاوت کرنے والے تھے، عالم فاضل اور بڑے عبادت گزار تھے، مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ کے مرید تھے، نابینا ہونے کے باوجود کتابیں بھی لکھیں، ایسے لوگوں کا دنیا سے چلے جانا اہل دنیا کے لیے اچھی علامت نہیں ہے، دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات دینیہ کو قبول فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے، لوگ ان کی خیر و برکت سے مرحوم ہو گئے ہیں۔

ہمارے ملک کے مشہور و معروف قانون دان میاں محمود علی قصوری وفات پا گئے ہیں، آپ مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے، مولوی عبد القادر قصوری اہل حدیث فرقہ سے تعلق رکھتا تھا، مولوی بھی تھا اور وکیل بھی، باعمل آدمی تھا، میاں صاحب نے لندن سے بیرسٹری کا امتحان پاس کیا اور یہاں بڑے مشکل سیاسی کیس لڑا کرتے تھے، انہوں نے کانگرس، لیگ، پیپلز پارٹی اور ہر جماعت میں سیاست کا مزا چکھا اور وزیر بھی بنے، ہمارے ملک کے بلند قانون دان اور بڑی خوبیوں کے مالک تھے، ایسے آدمیوں کی کمی بھی ملک کے لیے نقصان کا باعث ہوتی ہے، دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی کوتاہیوں سے درگزر فرمائے، اور نیکیوں کو شرفِ قبولیت بخشے اور جنت میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین حق کی سمجھ اور اس پر کاربند رہنے کی توفیق بخشے اور سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

سبحانك اللّٰهم وبحمدك اشهد ان لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك۔

(تاریخ خطبہ ۱۷ اپریل ۱۹۸۷ء)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مولانا محمد فیاض خان سواتی

شوقِ مطالعہ

طلبِ علم میں طویل پیدل سفر

جناب نواب صدر یار جنگ بہادر مولانا الحاج محمد حبیب الرحمٰن خان شروانیؒ لکھتے ہیں۔

''امام ابوحاتم رازی نے ایام طالبِ علمی میں نو ہزار میل سے زیادہ مسافت پیادہ پا طے کی تھی، جب نو ہزار سے میلوں کی تعداد بڑھ گئی تو اُنہوں نے شمار کرنا چھوڑ دیا۔''

(رسالہ نابینا علماء ص ۲۳، طبع لاہور)

سونے کا دنیا کا نقشہ

جناب ڈاکٹر زاہد علی بی۔اے۔ڈی۔فل (آکسن) سابق وائس پرنسپل نظام کالج حیدر آباد دکن لکھتے ہیں۔

''معزنے دنیا کا ایک نقشہ سونے اور مختلف رنگوں کا شہر تستر (ایران) میں بائیس ہزار دینار کی لاگت سے تیار کرایا۔''

(تاریخ فاطمیین مصر حصہ دوم ص ۱۲۷، طبع کراچی)

پاکستان کے بارہ میں مولانا آزاد کی خواہش

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ المتوفی ۱۹۹۹ء رقمطراز ہیں۔

''مولانا آزاد جیسے متحدہ اور غیر منقسم ہندوستان کے حامی اور محبِّ وطن قائد نے جو آخر وقت تک پاکستان کے نظریہ کے مخالف رہے، پاکستان بن جانے کے بعد کئی بار فرمایا کہ اب جب پاکستان بن گیا ہے تو اس کو پھلنا پھولنا اور ترقی کرنا چاہیے۔''

(حاشیہ کاروانِ زندگی ص ۴۰۸، طبع کراچی)

پاکستان کی سیاسی ترقی کا راز

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ المتوفی ۱۹۹۹ء لکھتے ہیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

''پاکستان کے نظریہ سے اگرچہ اس وقت اصولاً اختلاف تھا، اور میں مسلمانوں کی پوری قوت کا ہندوستان میں رہ کر تبلیغ دین اور ایک بلند تر اخلاقی، روحانی، انسانی اور اسلامی زندگی کا نمونہ قائم کر کے وہاں کی اکثریت کو دین فطرت سے مشرف کرنے کے کام کو زیادہ ضروری اور مفید سمجھتا تھا اور میرے نزدیک اس کے روشن امکانات تھے، لیکن پاکستان بن جانے کے بعد اب اس کی مخالف و بدخواہی کے بجائے اس کے لیے نیک تمنائیں اور پھلنے پھولنے اور ترقی کرنے کی دعائیں تھیں، میں نے پاکستان کی حاضری کے ایک موقعہ پر کہا تھا کہ سلطنت عثمانیہ کے بعد عالم اسلام کا کوئی ملک اور ملتِ اسلامیہ کا کوئی کنبہ اور کوئی خاندان اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ عالمِ اسلام کے کسی مسئلہ میں اپنا سیاسی وزن ڈال سکے، یہ خدمت پاکستان (اگر وہ ان شرائط کو پورا کرے جو ایک صحیح اسلامی مملکت کے لئے ضروری ہیں) انجام دے سکتا ہے۔''

(کاروانِ زندگی ص ۴۰۸، طبع کراچی)

حکیم جالینوس کا کھانا

شیخ ابوطالب محمد بن علی بن عطیہ الحارثی المکی المتوفی ۳۸۶ھ لکھتے ہیں۔

''جالینوس سے کہا گیا کہ آپ کھانا کم کھاتے ہیں، تو انہوں نے کہا میری غرض کھانے سے یہ ہے کہ میں زندہ رہنے کے لئے کھاؤں اور میرے علاوہ کی غرض کھانے سے یہ ہے کہ وہ کھانے کے لئے زندہ رہے۔''

(قُوتُ القُلُوب فی مُعاملة المحبُوب ووصُف طریق المُرید الی مقام التوحید عربی ج ۲ ص ۳۹۲، طبع مصر)

مسلمان کے پس خوردہ کی فضیلت

حافظ ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادیؒ المتوفی ۴۶۳ھ رقمطراز ہیں۔

''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تواضع (عاجزی) میں سے یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی کا پس خوردہ (جوٹھا) پیئے، اور جس نے اپنے بھائی کا پس خوردہ پیا اس کے لئے ستر درجات بلند کئے جائیں گے اور اس کے ستر گناہ مٹائے جائیں گے اور اس کے لئے ستر نیکیاں لکھی جائیں گی۔''

(تاریخ بغداد او مدینة السلام عربی ج ۶ ص ۴۰۲، طبع بیروت، لبنان)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مچھی روٹی کی ایک عجیب وغریب تفسیر قرآن

حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ المتوفی ۱۹۵۶ء رقمطراز ہیں۔

''شیخ عبدالوہاب بخاری صاحب (المعروف مچھی روٹی) نے قرآن کی ایک عجیب وغریب تفسیر عربی میں لکھ ڈالی، عجب تفسیر؟ شیخ محدث فرماتے ہیں۔

''اکثر قرآن بلکہ تمام قرآن را ار جاع بہ نعت پیغمبر وذکر او کردہ صلی اللہ علیہ وسلم''

یعنی الحمد سے لے کر والناس تک قرآن اور قرآن کی ہر آیت سے آپ نے یہ معنیٰ پیدا کیا کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور تعریف بیان کی گئی ہے، صرف دعویٰ ہوتا تو غنیمت تھا، پوری تفسیر اسی دعوے کے اثبات میں لکھ بھی ڈالی، اس قسم کی تفسیر میں جو کچھ کہا جاسکتا ہے، وہ ظاہر ہے شیخ محدث نے بھی لکھا۔

''غالباً وقوع آں در غلبہ حال واستغراق وقت بودہ است''

ظاہر ہے کہ حاجی صاحب کی زندگی چونکہ مخلصوں کی زندگی سمجھی جاتی تھی، اور یہی معلوم بھی ہوتا ہے، اس لئے اس کے سوا اس کی اور کیا توجیہ کی جائے کہ جذب اور استغراق میں یہ کام انہوں نے کیا۔

لیکن میں سمجھتا ہوں کہ عوام میں ان کے اس کام نے بڑی اہمیت حاصل کی ہوگی، سارا قرآن پیغمبر کی نعت ہے، عام مسلمانوں کے لیے بہ ظاہر ایک بڑا دلکش فقرہ ہے، میں نہیں جانتا کہ ہندوستان کے سوا قرآن کی ایسی تفسیر کہیں اور لکھی گئی ہو۔''

(پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت حصہ دوم، ص ۳۱۰، طبع لاہور)

تین جائز شکوے

امام ابوعبداللہ محمد بن محمد العبدری القبیلی الفاسیؒ المتوفی ۷۳۷ھ رقمطراز ہیں۔

''شیخ امام ابوعبدالرحمٰن صقلیؒ نے فرمایا کہ شکوے تمام مذموم ہیں سوائے تین کے۔

(۱) طالب علم يشكو الى عالم داء فهمه۔

طالب علم جو عالم سے اپنی سمجھ کی بیماری کا شکوہ کرتا ہے۔

(۲) ومريد يشكو الى شيخه داء قلبه۔

مرید جو اپنے شیخ سے اپنے دل کی بیماری کا شکوہ کرتا ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

(۳) وعليل يشكو الى طبيب داء بدنه ۔

اور بیمار جو اپنے حکیم سے اپنے بدن کی بیماری کا شکوہ کرتا ہے۔''

(المَدْخَلُ لابن الحاج عربی ج۴ ص۱۴۳، طبع بیروت، لبنان)

مَرجع المذاہب عالمِ دین

جناب نواب صدر یار جنگ بہادر مولانا الحاج محمد حبیب الرحمٰن خان شروانیؒ رقمطراز ہیں۔

''ابوالفتح کمال الدین شافعی کے پاس یہود اور نصارا توراۃ اور انجیل پڑھنے آیا کرتے تھے، فقیہ ممدوح نے ان کے ماننے والوں کی خاطر اُن دونوں کتابوں کی شرح لکھی تھی۔''

(علمائے سلف ص ۱۲۷، طبع لاہور)

دستِ غیب سے حصولِ مال کا حکم

حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ المتوفیٰ ۱۳۶۲ھ فرماتے ہیں۔

''افسوس آج کل لوگوں کا یہ حال ہے کہ وظائف تحصیل دنیا کے لئے پڑھتے ہیں، کوئی دستِ غیب تلاش کرتا پھرتا ہے، حالانکہ اس میں جواز تک بھی نہیں، کیونکہ اس کے ذریعے سے جو کچھ ملتا ہے وہ حرام ہے، کیونکہ جن مسخر ہوجاتے ہیں اور وہ لوگوں کا مال چرا چرا کر عامل کو دیتے ہیں، یا اگر اپنا لائیں تب بھی مجبور ہو کر لاتے ہیں۔''

(مواعظِ حکیم الامت یعنی دعواتِ عبدیت جلد اول کا وعظ دوم ملقب بہ مہمات الدعاء ص ۱۲، طبع کراچی)

کھانے میں طریقہ قلندریہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ المتوفیٰ ۲۰۱۵ء فرماتے ہیں۔

''ایک حدیث میں ہے کہ کھانے کے اعتبار سے پیٹ کے تین حصے کرو، ایک حصہ کھانے کے لئے، ایک حصہ پانی کے لئے اور ایک حصہ سانس کے لئے خالی چھوڑ دو (مشکوٰۃ ص ۴۴۲ ج ۲) اس کے تحت ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ ایک کھانے کا طریقہ قلندریہ بھی ہے، وہ یہ کہ خوب پیٹ بھر کے کھالو، رہ گیا پانی، تو وہ اپنی جگہ خود تلاش کرلے گا، باقی سانس چاہے آئے یا نہ آئے۔''

(ملفوظات حضرت حکیم العصرؒ ص ۱۲۷، مرتب مولانا منیر احمد ریحان، طبع کہروڑ پکا)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، انڈیا

مرض کا صحیح علاج

(جنسی جرائم کو روکنے کے لئے سات اہم ترین تجاویز)

ادھر ملک میں معصوم اور کمسن لڑکیوں کے ساتھ زیادتی کے واقعات کثرت سے پیش آرہے ہیں، ہر دن کے اخبار میں ایسی شرمناک اور تکلیف دہ خبریں موجود ہوتی ہیں، اخبار کے ایک حصہ میں گزشتہ واقعات پر ملامت ہوتی ہے اور دوسرے حصے میں اسی نوعیت کا تازہ واقعہ ہوتا ہے، افسوسناک بات یہ ہے کہ کچھ لوگ ایسے واقعات کو بھی تعصب کی عینک سے دیکھتے ہیں، اور مذہب وخاندان کی بنیاد پر ان واقعات کی برائی کو ناپتے ہیں، اس پس منظر میں جگہ جگہ احتجاج ہو رہے ہیں، مذمتی بیانات آرہے ہیں، اور ایسے واقعات کے سدباب کے لئے تجویزیں پیش کی جارہی ہیں، لیکن ان سارے بیانات اور احتجاجات کو سامنے رکھا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہم جڑ اور بنیاد تک پہنچنے کی بجائے صرف اوپر کی سطح پر مسئلہ کو حل کرنا چاہتے ہیں، اگر کیڑا درخت کی جڑوں کو کھا رہا ہو اور یہ دیکھ کر کہ درخت کے پتے سوکھ رہے ہیں، پتوں پر دوا کا چھڑکاؤ کیا جائے تو کیا اس سے پتوں کو سوکھنے سے روکا جاسکے گا اور درخت کی حفاظت ہو سکے گی؛ اس لئے ان بنیادی اسباب ومحرکات پر غور کرنے کی ضرورت ہے، جو سماج میں ایسے حادثات کو جنم دیتے ہیں۔

(۱) جنسی جرائم پر جو چیز نوجوانوں کو ورغلاتی ہے، ان میں سب سے اہم لباس کا مسئلہ ہے، نیم برہنہ لباس جس میں بازو کھلے ہوں، پنڈلیاں کھلی ہوں، سینہ اور پشت کو خاص کر کھلا رکھا گیا ہو، ایک طرح سے بگڑے ہوئے لوگوں کے لئے گناہ کی دعوت ہے، پھر اس کے ساتھ ساتھ چست لباس جس سے سر سے پاؤں تک جسم کا ایک ایک نشیب وفراز نمایاں ہو اور اس نمائش کو دو آتشہ کرنے کیے لئے اونچی ایڑیوں کی چپلیں آگ پر تیل ڈالنے کا کام کرتی ہیں، اور یہ قانون فطرت ہے، آپ مٹھائی کو چھپائیں نہیں اور مکھیوں سے شکایت کریں کہ وہ کیوں ان پر ٹوٹ پڑتی ہیں؟ گوشت کا ٹکڑا سر راہ پھینک دیں اور پھر کتوں سے اُمید رکھیں کہ وہ ان کو منہ نہ لگائیں گے، اس سے بڑھ کر بے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

وقوفی اور کیا ہوگی؟ اس لئے حکومت کو ایسا قانون بنانا چاہئے کہ اسکول میں پڑھنے والی لڑکیاں، آفسوں میں جاب کرنے والی خواتین اور مارکیٹ میں نکلنے والی عورتیں خاص طور پر ایسا لباس پہنیں جو ڈھیلا ڈھالا اور ساتر ہو، مذہب سے قطع نظر انسانی بنیادوں پر اس طرح کا قانون بنانا چاہئے۔

بعض بزعم خود دانشور خواتین کہتی ہیں کہ ہم اپنے جسم کے آپ مالک ہیں، کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ ہمیں جسم کی نمائش سے منع کرے، کچھ عرصہ پہلے پڑوسی ملک پاکستان میں بھی عورتوں نے اس قسم کے نعرے لگائے، اور اپنے ہاتھوں میں پلے کارڈ لے کر سخت احتجاج کیا، انہیں یہ بات سمجھنی چاہئے کہ آپ زیادہ سے زیادہ کمرے کی تنہائی میں اپنے جسم کی مالک ہیں، کیوں کہ آپ کے جسم کی نمائش سے دوسروں کے اخلاق یا جذبات متاثر نہیں ہوتے، ن جب آپ اپنے گھر سے باہر نکلتی ہیں، تو آپ کے اس عمل سے دوسروں کے جذبات بھی متعلق ہو جاتے ہیں، اس لئے وہاں صرف آپ اپنی مرضی پر عمل نہیں کر سکتیں، نربھیا واقعہ کے بعد اس حقیر کو ایک موضوع پر منعقد ہونے والے ایک بین مذہبی پروگرام میں شرکت کا موقع ملا، جس میں بڑی تعداد میں خواتین بھی موجود تھیں، میں نے اپنی گفتگو میں واقعہ کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ میں ایک مشورہ اپنی بہنوں کو دینا چاہتا ہوں کہ وہ ڈھکا چھپا ڈھیلا ڈھالا لباس پہنیں، تاکہ آوارہ مزاج قسم کے لوگوں کے لئے ان کا لباس جرم کا محرک نہ بن سکے تو کچھ خواتین بہت ناراض ہو کر کھڑی ہو گئیں، اور کہنے لگیں: آپ ملاؤں کی یہی سوچ ہے کہ مرد تو اپنے جسم کے بارے میں آزاد ہوں اور عورتوں کو پابند کیا جائے، میں نے عرض کیا: ہماری سوچ تو یہ ہے کہ مردوں کو بھی اپنے لحاظ سے ساتر لباس پہننا چاہئے، اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہمارے معاشرے میں آج کل عموماً لڑکوں کا لباس لڑکیوں کے مقابلہ میں ڈھیلا ڈھالا ہوتا ہے، اور پورا جسم ڈھکا ہوا ہوتا ہے، زیادہ تر خواتین ہی کے لباس میں اس کی کمی ہوتی ہے، دوسرے: مرد خود اپنا دفاع کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، وہ عورتوں سے مطالبہ نہیں کرتے کہ وہ ان کا تحفظ کریں، اگر آپ اپنے آپ کو مکمل طور پر اس معاملہ میں برابر سمجھتی ہیں تو آپ دوسروں سے اپنے تحفظ کا مطالبہ کیوں کرتی ہیں، اور کیوں مردوں کی زیادتی کا رونا روتی ہیں؟ ہر مرد کی ماں، بیوی، بیٹی اور بہن عورت ہی ہوتی ہے، اس لئے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ جو لوگ اس طرح کا مشورہ دیتے ہیں، وہ عورتوں کے مخالف ہیں، حقیقت یہ ہے کہ وہی آپ کے خیر خواہ ہیں۔

شریعت میں اسی لئے ساتر لباس پر زور دیا گیا ہے، خواہ مرد ہو یا عورت، قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام وحوا علیہا السلام جنت سے نکالے گئے اور جنت کا لباس ان کے جسم سے اتر گیا تو وہ اپنے جسم کو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ڈھکنے لگے، حالانکہ وہاں ان دونوں حضرات کے علاوہ کوئی اور نہیں تھا، اس سے معلوم ہوا کہ برہنگی فطرت انسانی کے خلاف ہے، اور ستر پوشی انسان کی فطرت میں داخل ہے، لباس کا مقصد ہی یہی ہے کہ وہ جسم کے چھپانے کے لائق حصوں کو چھپا کر رکھے:

يٰبَنِىْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِىْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا (اعراف:۲۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت سی عورتیں یوں تو لباس میں ہوں گی، لیکن وہ بے لباس ہونے کے درجہ میں ہوں گی، جو خود دوسروں سے آشنائی کریں گی، اور دوسروں کو اپنا آشنا بنانے کی کوشش کریں گی، وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گی، بلکہ اس کی خوشبو بھی نہیں پاسکیں گی، حالانکہ اس کی خوشبو پانچ سو سال کے فاصلہ سے سونگھی جا سکتی ہے: نساء كاسيات عاريات مائلات مميلات (بیہقی، حدیث نمبر ۷۴۱۳)

عورتوں کی طرف مردوں کا میلان عورتوں کا عیب نہیں ہے، بلکہ یہ وہ غیر معمولی کشش ہے، جو اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر رکھی ہے، مردوں میں ایسی کشش نہیں رکھی گئی ہے، اس لئے عورتوں کا لباس زیادہ ڈھکا چھپا اور محتاط ہونا چاہئے، تاکہ وہ آوارہ طبیعت مردوں کے شرور سے محفوظ رہ سکیں، جو لوگ عورتوں کے لئے ساتر لباس کی بات کرتے ہیں، وہی ان کے حقیقی خیر خواہ ہیں، اور جو لوگ عورتوں کی عریانیت کی وکالت کرتے ہیں، وہ حقیقت میں عورتوں کے دشمن ہیں، اور چاہتے ہیں کہ عورتیں مردوں کا کھلونا اور ان کی ہوس کی تکمیل کا ذریعہ بنتی رہیں۔

(۲) دوسری ضروری چیز مردوں اور عورتوں کے اختلاط کو روکنا ہے، آج کل آزادیٔ نسواں کے نام پر مخلوط ماحول کو ترقی کی علامت سمجھ لیا گیا ہے، اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں میں شروع سے لے کر آخر تک تمام تعلیمی مراحل میں مخلوط نظام رکھا جاتا ہے، حالاں کہ مڈل اسکول کے بعد سے لے کر یونیورسٹیوں کے مرحلہ تک طلبہ وطالبات کی جو عمر ہوتی ہے، وہی عنفوان شباب کی عمر ہے، جس میں بہکنے اور بگڑنے کے کافی اندیشے ہوتے ہیں، پھر کاروباری اور سرکاری اداروں کے دفاتر میں بھی یہی مخلوط ماحول ہوتا ہے، حد تو یہ ہے کہ پہلے خواتین کو نائٹ ڈیوٹی سے مستثنیٰ رکھا گیا تھا، لیکن اب یہ پابندی بھی ختم کر دی گئی، رات گئے جو کال سینٹر مغربی ملکوں کے اوقات کے لحاظ سے چلتے ہیں، ان میں بھی لڑکوں اور لڑکیوں کی مشترک ڈیوٹی ہوتی ہے، ملازمین کو آفس تک لانے اور لے جانے کے لئے جو گاڑیاں ہوتی ہیں، ان میں بھی مرد و عورت ملازمین ایک ساتھ جاتے ہیں، ہر ہر مرحلہ پر مردوں اور عورتوں کا یہ اختلاط اخلاقی اقدار کے لئے سمِ قاتل ہے، اور اس صورت حال کو برقرار رکھتے ہوئے پاکیزہ ماحول کی اُمید رکھنا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

فطرت کے خلاف ہے، اگر آپ ایک ہی جگہ پٹرول بھی رکھیں اور آگ بھی اور اُمید رکھیں کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے بے تعلق رہیں گے تو اس سے بڑی بھول اور کیا ہوگی؟ افسوس کہ جو لوگ مادی معاملات میں ایسے مواقع سے بچتے ہیں اور پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہیں، وہی دینی اور اخلاقی معاملات میں اس اُصول کو خاطر میں نہیں لاتے۔

اسلام نے قدم قدم پر جو ان غیر محرم مردوں اور عورتوں کے درمیان اختلاط کو روکنے کا نظام رکھا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات تمام اُمت کی مائیں تھیں، ان سے متعلق دل میں کوئی ناز یبا خیال لانا بھی ناقابل تصور تھا، پھر بھی قرآن مجید نے صحابہ کو تاکید کی کہ اگر تم کو ان سے کوئی سامان مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگو: وَ اِذَا سَأَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ (احزاب:۵۳) مسجد عبادت کی جگہ ہے جہاں لوگوں کے دل و دماغ میں پاکیزگی کا غلبہ ہوتا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خواتین مسجد میں نماز ادا کیا کرتی تھیں، تاکہ اللہ کی طرف سے جو نئے احکام آئیں، اسے وہ بھی سن سکیں، نیز وہ اخلاقی بلندی کے اوج کمال کا زمانہ تھا، پھر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختلاط کے مواقع کو روکنے کی پوری رعایت فرمائی، خواتین کے لئے مسجد میں داخل ہونے کا دروازہ متعین کر دیا اور اس دروازہ سے مردوں کی آمد و رفت کو منع کر دیا گیا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ایک دروازہ کے بارے میں فرمایا کہ ہم اسے عورتوں کے لئے چھوڑ دیں، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے شاگرد نافعؒ کہتے ہیں کہ اس کے بعد اپنی وفات تک حضرت عبداللہ بن عمرؓ کبھی اس دروازے سے داخل نہیں ہوئے: لو ترکنا ھذا الباب للنساء (ابوداؤد، حدیث نمبر:۴۸۴)

اسی طرح مردوں کی صف آگے رکھی گئی اور خواتین کی پیچھے، بلکہ عورتوں کے لئے آخری صف کو سب سے بہتر صف قرار دیا گیا: خیر صفوف النساء آخرھا (مسلم، حدیث نمبر:۶۶۴) اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھنے سے پہلے تھوڑی دیر ٹھہر جاتے، اس وقفہ میں خواتین اُٹھ جاتیں، حدیث کے راوی ابن شہاب زہریؒ کہتے ہیں کہ میرے خیال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرح ٹھہرنا اس لئے ہوتا تھا کہ مردوں کے نکلنے سے پہلے خواتین نکل جائیں، (بخاری، حدیث نمبر:۷۹۳) ایک بار ایسا ہوا کہ راستے میں گزرنے والے مردوں اور عورتوں کا مجمع خلط ملط ہو گیا تو آپ نے خواتین سے فرمایا کہ وہ ٹھہر جائیں اور بیچ راستہ سے چلنے کے بجائے کنارے کنارے چلیں: استأخرن ... علیکن بحافات الطریق (ابوداؤد، حدیث نمبر:۵۲۷۲)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

فقہاء نے بھی قدم قدم پر اس کا خیال رکھا ہے، مشہور حنفی فقیہ علامہ سرخسیؒ نے لکھا ہے کہ قاضی کو چاہئے کہ عورتوں کے لئے الگ پیشی رکھے اور مردوں کے لئے الگ، تاکہ مردوں اور عورتوں کے اختلاط کی نوبت نہ آئے: وينبغي للقاضي ان يقدم النساء على حدة والرجال على حدة الخ (مبسوط:۸/۱۶) فقہ مالکی کی کتاب ''الفواكه الدواني ''میں ہے کہ ولیمہ میں شرکت اسی وقت جائز ہے جب کہ وہاں کھلے طور پر خلاف شرع عمل جیسے مردوں اور عورتوں کا اختلاط نہ ہو: ولا منكرين اى: مشهور ظاهر كاختلاط الرجال بالنساء۔(رسالة القيرواني مع شرحه:۳۲۲/۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں پر جمعہ نہیں ہے، امام ابواسحاق شیرازی شافعیؒ نے اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ اگر عورتیں جمعہ میں شریک ہوں تو مردوں اور عورتوں کا اختلاط ہو جائے گا: ولانها تختلط بالرجل وذلك لا يجوز (المهذب مع المجموع :۳۵۰/۴) اسی لئے خواتین کو نماز جنازہ میں شرکت سے روکا گیا کہ اگر وہ جلوس جنازہ میں شریک ہوں تو اختلاط کی نوبت آئے گی: فلو حملها النساء لكان ذلك ذريعة إلىٰ اختلاطهن بالرجال (فتح الباری:۳؍۲۸۱) مشہور حنبلی فقیہ علامہ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ حکمراں پر یہ بات ضروری ہے کہ وہ بازاروں میں، راستوں میں اور مجمعوں میں مردوں اور عورتوں کے اختلاط کو روکے:

ولیّ الامر يجب عليه ان يمنع اختلاط الرجال بالنساء فى الاسواق والطرق ومجامع الرجال الخ۔(الطرق الحكمية:۲۳۷)

اس لئے حکومت کو چاہئے کہ جیسے ہاسپٹل میں مردوں اور عورتوں کے الگ الگ وارڈ ہیں، ریلوے اسٹیشنوں پر الگ الگ ویٹنگ روم ہیں، اسی طرح مڈل اسکول کے بعد تعلیم کے تمام مراحل میں طلبہ اور طالبات کے لئے جداگانہ نظام تعلیم ہو، مردوں اور عورتوں کے مشترکہ کاموں جیسے بینک وغیرہ میں مردوں اور عورتوں کے لئے الگ الگ کاؤنٹر رکھے جائیں، بسوں میں عورتوں کے لئے محفوظ سیٹیں ہوں، خواتین کو نائٹ ڈیوٹی سے منع کیا جائے، اگر اس طرح تعلیم، ملازمت، مارکیٹ وغیرہ کے لئے غیر مخلوط نظام قائم کر دیا جائے تو یہ نہ صرف عورتوں کے تحفظ کے لئے مفید ہوگا، بلکہ ان کے لئے ملازمت کے کثیر مواقع بھی مہیا ہوں گے، اور وہ دباؤ اور ذہنی تناؤ سے بچتے ہوئے اپنے فرائض انجام دے سکیں گی۔

(۳) تیسرا ضروری اور اہم کام یہ ہے کہ اُن تمام چیزوں کو روکا جائے، جو بے حیائی پر اُکساتی ہیں، اسلامی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نقطۂ نظر سے تو موجودہ دور کی مروجہ تقریباً تمام ہی فلمیں ناجائز ہیں، کیوں کہ بظاہر کوئی فلم پیار ومحبت کے مناظر، خواتین کے کردار، مار دھاڑ اور قتل وخون کی عکس بندی سے خالی نہیں ہوتی، یہ فلمیں جرم کے لئے تحریک پیدا کرتی ہیں، فلمیں دیکھ کر لوگ زنا بالجبر کے مرتکب ہوتے ہیں، فلمی منظر کی نقل کرتے ہوئے بچے اپنے ساتھیوں کو پھانسی کے پھندے پر چڑھا دیتے ہیں، فلموں سے متاثر ہو کر خودکشی کے واقعات پیش آتے ہیں، یہ ساری باتیں وہ ہیں جو شب وروز اخبار میں آتی رہتی ہیں، جو فلمیں پہلے پردۂ سیمیں پر آتی تھیں، اب سوشل میڈیا کے ذریعہ گھر گھر پہنچ رہی ہیں، بلکہ اب اس کے لئے گھر کی وسعت بھی مطلوب نہیں ہے، شرٹ کی ایک جیب کافی ہے، اس وقت سوشل میڈیا کے ذریعہ ایسا ہیجان انگیز مواد سماج کے ایک ایک فرد تک پہنچانے کی کوشش کی جارہی ہے کہ ٹاکیز میں بیٹھ کر دیکھی جانے والی فلمیں اس کی گندگی پر سو بار نثار ہو جائیں۔

اس لئے حکومت کو چاہئے کہ فلم کے قوانین کو سخت بنائے، تاکہ فحش فلمیں سنسر بورڈ سے پاس نہ ہوسکیں، بالغوں کے لئے بنائی جانے والی خصوصی فلموں پر مکمل پابندی عائد کردی جائے، کیوں کہ جب یہ فلمیں منظر عام پر آتی ہیں تو بظاہر بالغ ونابالغ کی حدیں برقرار نہیں رہ پاتی ہیں، اسی طرح سوشل میڈیا پر عریاں اور فحش فلموں کو مکمل طور پر بلاک کردیا جائے، تاکہ لوگوں کی ان مناظر تک رسائی نہ ہوسکے، یہ فحش فلمیں نہ صرف اخلاقی پہلو سے معاشرہ کو نقصان پہنچارہی ہیں، بلکہ صحت کے لئے بھی مضر ہیں، اور طلبہ کی تعلیمی اُمنگوں کو بھی نقصان پہنچارہی ہیں۔

میں نے یہ بات انسانی نقطۂ نظر سے کہی ہے، اگر کوئی ایسا ملک ہو جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہو اور وہاں شرعی قوانین نافذ ہوں تو ایسی جگہ کے لئے تو اور بھی سخت معیار اختیار کرنا ہوگا، کیوں کہ اسلام کی نظر میں حیا کو بنیادی اہمیت حاصل ہے، یہاں تک کہ آپ نے اس کو اعمال کا نہیں ایمان کا ایک شعبہ قرار دیا ہے: الحیاء شعبة من الایمان (بخاری، حدیث نمبر:۹) حضرت انسؓ سے آپ کا ارشاد منقول ہے کہ جس چیز میں بھی بے حیائی ہو، وہ اسے خراب کردیتی ہے، اور جس چیز میں بھی حیاء ہو، وہ اُسے خوبصورت بنادیتی ہے: ماکان الفحش فی شئی قط إلا شانه ولا کان الحیاء فی شئی قط إلا زانه (بیہقی، حدیث نمبر:۷۳۲۷) جب تک حکومت ایسی فلموں پر پابندی عائد نہیں کرتی، جرائم کو روکنے کی ہزار تدبیریں کرلی جائیں، کامیابی حاصل نہیں ہوسکتی۔

(۴) چوتھی ضروری تدبیر یہ ہے کہ سماج کی اخلاقی تربیت پر توجہ دی جائے، بدقسمتی سے سیکولرزم کے نام پر تعلیمی اداروں میں اخلاقی تعلیم کی کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی ہے، انسان کے مزاج کو صحیح راستہ پر قائم رکھنے میں تعلیم کا بڑا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حصہ ہے، تعلیم کے ذریعہ انسان کی سوچ بنتی ہے، فکر صحیح ہوتی ہے، اور مثبت تبدیلی آتی ہے؛ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ عصری تعلیمی اداروں میں ابتداء سے لے کر دسویں جماعت تک اخلاقی تعلیم کو لازمی جزء بنایا جائے، اور اس میں کامیابی کو امتحان میں کامیابی کے لئے ضروری تسلیم کیا جائے، اخلاقیات کی تعلیم اور اخلاقی تربیت سے محرومی کا نتیجہ ہے کہ ہمارا ملک ایک طرف تعلیم میں آگے بڑھ رہا ہے، انفارمیشن ٹکنالوجی میں پوری دنیا کو ہم افرادی وسائل مہیا کرتے ہیں، ہمارے تیار کئے ہوئے ہنرمند فنی مہارت کی وجہ سے پوری دنیا میں بہترین مزدور مانے جاتے ہیں، لیکن دوسری طرف جرائم کی کثرت کے اعتبار سے ہمارا ملک پوری دنیا میں بدنام ہے، اور ہمارا شمار ایسے ملکوں میں ہے جہاں سب سے زیادہ جرائم پیش آتے ہیں، یہاں تک کہ اس شہرت کی وجہ سے ہمارے ملک میں بمقابلہ دوسرے ملکوں کے سیاح کم آتے ہیں؛ حالاں کہ ہمارے یہاں تاریخی آثار بڑی مقدار میں ہیں اور خوبصورت فطری مناظر کی بھی کمی نہیں ہے۔

اسی لئے شریعت میں بچوں کی تربیت کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی باپ اپنے بیٹے کو بہتر تربیت سے بڑھ کر کوئی عطیہ نہیں دیتا: ما نحل والد ولداً من نحل أفضل من أدب حسن (ترمذی، حدیث نمبر: ۱۹۵۲) اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ کوئی شخص اپنے بیٹے کی تربیت کرے، یہ ایک صاع یعنی تقریباً پونے چار کلو گیہوں صدقہ کرنے سے بڑھ کر ہے: لان یؤدب الرجل ولدہ خیر من ان یتصدق بصاع (ترمذی، حدیث نمبر: ۱۹۵۱) حدیث میں اگرچہ تربیت کی ذمہ داری والدین پر رکھی گئی ہے؛ لیکن موجودہ تعلیمی نظام کے تحت اسکول اور اساتذہ ہی والدین کا کردار ادا کرتے ہیں؛ کیوں کہ ۲۴ گھنٹوں میں سے زیادہ تر وقت اسکول ہی کی فضاء میں گزرتا ہے، اس لئے ایک طرف والدین کو گھروں میں بچوں کی تربیت کرنی چاہئے اور ان کے اوقات پر نظر رکھنی چاہئے کہ ان کا وقت کہاں گزرتا ہے، وہ کن لوگوں کی صحبت میں رہتا ہے، اور کن لوگوں کے یہاں اس کی آمد ورفت ہے؟ دوسری طرف اسکول میں اساتذہ اخلاقی مضامین پڑھائیں اور اسے بچوں کے ذہن میں بٹھائیں، تو یہ دو طرفہ تربیت ان شاء اللہ بچوں کو بگڑنے سے بچائے رکھے گی۔

اخلاقی تعلیم کے لئے ضروری ہے کہ حکومت یا تعلیمی ادارے ایک ایسا نصاب مرتب کریں، جس میں اخلاقی فضائل کی ترغیب دی جائے، اخلاقی برائیوں کی قباحتیں سمجھائی جائیں، ہر مضمون کے لئے مذہبی کتابوں اور پیشواؤں کے فرمودات نقل کئے جائیں، اور موضوع کی مناسبت سے مؤثر واقعات ذکر کئے جائیں، اس طرح ہم ایسی نسل تیار

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کرنے میں کامیاب ہوسکیں گے، جس میں شرم وحیاء ہو، بڑوں کی بات ماننے کا جذبہ ہواور وہ اپنی رضامندی سے گناہوں سے دور رہنے والے ہوں۔

(۵) پانچویں ضروری تدبیر یہ ہے کہ ایسے مجرمین کے لئے جسمانی سزا رکھی جائے، اور یہ سزا علی الاعلان دی جائے، اسلام نے غیر شادی شدہ مرد وعورت کے لئے زنا کی سزا ۱۰۰ کوڑے رکھی ہے، (نور:۲) اور شادی شدہ مرد وعورت کے لئے سنگ سار کرنے کی سزا مقرر کی ہے، جس کا ذکر صحیح ومعتبر احادیث میں آیا ہے، (بخاری، حدیث نمبر:۶۸۱۴) نیز یہ دونوں سزائیں علی الاعلان دیے جانے کا حکم ہے، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی یہ سزائیں عام مجمع میں نافذ کی گئی ہیں؛ (مسلم، حدیث نمبر:۱۶۹۵) کیوں کہ جو سزا برسر عام دی جاتی ہے، وہ لوگوں کے لئے تازیانۂ عبرت بنتی ہے، اور جو سزا تنہائی میں دی جاتی ہے، اور لوگ اسے چشم عبرت سے نہیں دیکھ پاتے، اس کا اثر کم ہوتا ہے، اس لئے جرائم کو روکنے میں جسمانی سزائیں زیادہ مؤثر ہوتی ہیں، جن ملکوں میں شرعی قوانین نافذ کئے گئے، وہاں عملی طور پر یہ بات دیکھی گئی کہ جسمانی سزا کے جاری ہوتے ہی جرائم کی شرح بہت ہی کم ہوگئی۔

موجودہ حالات میں زنا بالجبر کے مجرم کے لئے سخت سزا کا مطالبہ کیا جارہا ہے؛ لیکن یہ بات پیش نظر رکھنی چاہئے کہ اگر جرم کے محرکات کو سماج میں باقی رکھا جائے، ان اسباب کو روکنے کی کوشش نہ کی جائے، جو جرم پر اُکساتے ہیں اور سزائیں سخت دی جائیں، تو یہ انصاف نہیں، ظلم ہے، اس لئے پہلے جرم پر اُکسانے والے عوامل کا راستہ بند کرنا چاہئے، پھر سخت سے سخت سزا مقرر کرنی چاہئے، جس معاشرہ میں گناہ کی طرف دعوت دینے والی فلمیں حکومت کی اجازت سے دکھائی جاتی ہوں، قدم قدم پر گناہ پر اُکسانے والے اشتہارات آویزاں ہوں، مارکیٹ میں فحش لٹریچر کا سیلاب ہواور ہر طرف نیم عریانیت کا بازار گرم ہو، وہاں جرم کے مرتکب کو پھانسی کی سزا دینا شاید جرم سے متاثر ہونے والی عورت کے لئے تو انصاف ہو، مگر جرم کا ارتکاب کرنے والے مرد کے ساتھ یہ ایک درجہ ناانصافی ہے۔

(۶) چھٹی ضروری تدبیر نشہ بندی کی ہدایات کو عملی جامہ پہنانا ہے، نشہ صرف ایک برائی نہیں ہے؛ بلکہ بہت سی برائیوں کی جڑ بھی ہے، اسی لئے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ام الخبائث کا نام دیا ہے، (نسائی، حدیث نمبر:۵۶۶۷) عصمت وعفت پر حملہ کا مسئلہ نشہ سے جڑا ہوا ہے، کیوں کہ نشہ میں مبتلا لوگ بے قابو ہوجاتے ہیں اور ماحول کی پرواہ کئے بغیر مجرمانہ حرکت کے مرتکب ہوتے ہیں، یہاں تک کہ ہوائی جہاز میں ائیر ہوسٹس اور خود خاتون

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

پینجر پر دست درازی کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں ؛ بلکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس کے ساتھ زیادتی کی جاتی ہے، اس کو نشہ پلا کر بے شعور اور بے بس بنا دیا جاتا ہے، اور پھر اس کے ساتھ نہ صرف جرم کا ارتکاب کیا جاتا ہے، بلکہ اس کی عکس بندی بھی کی جاتی ہے، پہلے اس طرح کی خبریں شاذ و نادر پڑھنے میں آتی تھیں اور حیرت و استعجاب کی آنکھوں پڑھی جاتی تھیں ؛ لیکن اب آئے دن اخبارات میں اس طرح کی باتیں آتی رہتی ہیں ۔

کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھنے کی جو عمر ہوتی ہیں، یہ کچی اور ناپختہ عمر ہوتی ہیں، اب بدقسمتی سے تعلیمی اداروں میں منشیات کی رسائی بہت بڑھ گئی ہے، اور اس کی وجہ سے تعلیمی مراکز میں جرائم کی شرح بھی بڑھتی جا رہی ہے، تعلیم کی وجہ سے جرائم کو کم ہونا چاہئے ، لیکن نتیجہ اس کے برعکس سامنے آرہا ہے، دستور ہند میں جو رہنما اُصول دیے گئے ہیں، ان میں ایک نشہ بندی بھی ہے، لیکن اس وقت صرف دو ہی ریاستیں ہیں، جن میں عملی طور پر اس کو نافذ کیا گیا ہے، ایک: بہار، دوسرے: گجرات، شراب کی خرید و فروخت کی اجازت میں تین گروہوں کا مادی فائدہ ہے، ایک شراب بیچنے والوں کا، جن کو اس سے کثیر آمدنی حاصل ہوتی ہے، دوسرے: حکومت کا جو شراب فروشوں سے بھاری ٹیکس حاصل کرتی ہے، تیسرے: ان لوگوں کا جن کے لئے شراب ایک لت بن چکی ہے، لیکن نوے فیصد سے زیادہ عوام کا مفاد شراب بندی میں ہے، شراب بندی کے ذریعہ عورتوں پر مظالم کو روکا جا سکتا ہے، سماج کو فضول خرچی سے بچایا جا سکتا ہے، شراب بیچنے والوں کو ان حقوق کی ادائیگی پر آمادہ کیا جا سکتا ہے، جو خاندان کے ایک فرد کی حیثیت سے ان پر لازم ہے، اور قتل و زنا جیسے جرائم کو روکنے میں بھی اس سے بڑی مدد مل سکتی ہے، اسلامی نقطۂ نظر سے تو شراب نوشی بہت ہی بڑا جرم ہے، اور اس کے لئے بعض فقہاء کے یہاں ۴۰ اور بعض کے یہاں ۸۰ کوڑے کی سزا مقرر ہے، لیکن خالص انسانی نقطۂ نظر سے بھی یہ مسئلہ نہایت قابل توجہ ہے، اور جائزہ لیا جائے تو بہت سے جرائم کے پیچھے اس کی کارفرمائی نظر آتی ہے۔

(۷) ساتویں قابل توجہ بات یہ ہے کہ حکومت نے نکاح کی جو کم ترین عمر مقرر کی ہے، یعنی لڑکیوں کے لئے اٹھارہ سال اور لڑکوں کے لئے اکیس سال، اس پر غور مکرر کرنا چاہئے ، لڑکے اور لڑکیاں عموماً پندرہ سال کی عمر میں بالغ ہو جاتے ہیں، اسلام نے اگرچہ نابالغی میں نکاح کی ترغیب نہیں دی ہے، لیکن اس کی گنجائش رکھی ہے، لیکن بالغ ہونے کے بعد تو نکاح میں عجلت کا حکم دیا گیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوجوانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم میں سے جس کے اندر بیوی کی ضروریات پوری کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے تو اسے نکاح کر

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

لینا چاہئے، کیوں کہ نکاح انسان کو بدنگاہی اور زنا سے بچاتا ہے: فانه أغض للبصر وأحصن للفرج (بخاری، حدیث نمبر: ۵۰٦٦)

یہ تو شریعت اسلامی کا نقطۂ نظر ہے، جس کا ہم مسلمانوں کے لئے مطالبہ کرتے ہیں، تمام قوموں کے لئے نہیں، لیکن انسانی بھلائی اور جرائم پر قابو پانے کے نقطۂ نظر سے حکومت کو چاہئے کہ بلوغ کے بعد نکاح میں رکاوٹ پیدا نہ کرے، یہ معاشرہ کے مفاد میں ہے، اس سے نوجوانوں کے بھٹکنے اور بہکنے کا امکان کافی کم ہو جاتا ہے، اگر جرائم کے اعداد و شمار دیکھے جائیں تو ۱۵ سال سے ۲۰ سال کی عمر کے لڑکے لڑکیوں کی اچھی خاصی تعداد اس کی مرتکب ہوتی ہے، پھر یہ بات کس قدر عجیب ہے کہ لڑکے اور لڑکیوں کے جائز تعلق کے لئے سولہ سال کی عمر کو معیار مانا گیا ہے، گویا اگر باہمی رضامندی سے ۱٦ سال کے لڑکے اور لڑکی بغیر نکاح کے تعلق قائم کریں تو قانون اس میں رکاوٹ نہیں بنتا، لیکن اگر اسی عمر میں وہ آپس میں نکاح کے ذریعہ مربوط ہونا چاہیں تو قانون اس سے منع کرتا ہے، اگرچہ کہ اب جو تعلیمی رجحان معاشرہ میں پیدا ہوا ہے، اس کے تحت کم عمری میں نکاح کے واقعات خود ہی کم ہو گئے ہیں، لیکن اخلاقی نقطۂ نظر سے اگر والدین یا خود عاقدین نکاح کی ضرورت محسوس کریں اور ان کے لئے یہ راستہ کھول دیا جائے تو یقیناً یہ بہت ہی بہتر عمل ہوگا۔

شریعت اسلامی صرف مسلمانوں کے لئے نہیں ہے، وہ پوری انسانیت کو فلاح و بہبودی کا راستہ دکھاتی ہے، لیکن چوں کہ ہم ہندوستان کے شہری ہیں، ہم نے یہاں کے دستور کو قبول کیا ہے، اور یہ بات تسلیم کی ہے کہ نجی زندگی میں ہر شہری کو اپنے اپنے مذہب پر عمل کرنے کی آزادی ہے، اور دوسرے معاملات میں حکومت کے بنائے ہوئے قوانین پر سب کو قائم رہنا ہے، جن میں جرائم اور ان کی سزائیں بھی شامل ہیں؛ اس لئے ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ زندگی کے تمام شعبوں میں قانون شریعت کو نافذ کیا جائے، لیکن ملک کی بہی خواہی اور اس سے محبت کے جذبہ سے یہ بات عرض ہے کہ جرم کو روکنے کے لئے سخت سزائیں کافی نہیں ہیں، یہ بھی ضروری ہے کہ جرائم پر اُکسانے والے محرکات کا سد باب کیا جائے، اور اس سلسلہ میں اسلام کی معقول، فطرت سے ہم آہنگ اور انسانی ضرورتوں اور مصلحتوں کی رعایت سے بھرپور تعلیمات سے روشنی حاصل کی جائے، اور گاندھی جی کی اس بات کو سامنے رکھا جائے کہ آزادی حاصل ہونے کے بعد ملک کو ابوبکرؓ و عمرؓ کے طرز حکمرانی کو اختیار کرنا چاہئے۔

......☆......☆......☆......☆......

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

آصف محمود
کالم نگار: روزنامہ 92 نیوز

دینی مدارس کے طلبا نسبتاً سنجیدہ کیوں ہیں؟

اس بات پر متعدد اہل علم کا اتفاق ہے کہ دینی مدارس کے طلباء جدید تعلیمی اداروں کے طلباء کی نسبت زیادہ سنجیدہ ہیں، ان کا علمی ذوق بہتر ہے، وہ اہم قومی امور پر غور و فکر کی زیادہ اہلیت رکھتے ہیں اور ان کے رویوں میں متانت اور ٹھہراؤ جدید تعلیمی اداروں کے طلباء کی نسبت بہت زیادہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس کی وجوہات کیا ہیں؟

یہ بات کسی مفروضے پر مبنی نہیں بلکہ میرے مشاہدے کی ہے کہ دینی مدارس کے طلباء کے رویوں میں فکری پختگی زیادہ ہے۔ برادر مکرم ڈاکٹر محمد مشتاق، برادرم ڈاکٹر حسن الامین اور جناب خورشید ندیم سمیت کئی شخصیات ایسے ہی خیالات کا ظہار کر چکی ہیں کہ ان کے مشاہدے کے مطابق روایتی دینی مدارس کے طلباء جدید تعلیمی اداروں کے طلباء سے کہیں زیادہ سنجیدہ علمی رجحان اور افتاد طبع کے حامل ہیں۔ سوال وہی ہے کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ یاد رہے کہ یہاں مثالی صورت حال اور استثناء کی بات نہیں کی جا رہی۔ یہ دستیاب رویوں کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔

شروعات میں جب میں نے یہ فرق محسوس کیا تو اس کا اظہار کرتے ہوئے یہ احساس دامن گیر تھا کہ شاید میرے نتائج فکر ناقص ہیں۔ لیکن بعد میں اسلام آباد کی علمی محافل میں، جب متعدد جید اہل علم و فکر کے ہاں اس بات پر عمومی اتفاق پایا تو تسلی ہوئی کہ یہ میرا نقص فہم نہیں، یہ اہل علم کا اجتماعی مشاہدہ ہے۔ اس کے بعد سے یہی سوال دامن گیر ہے کہ اس کی وجوہات کیا ہیں۔

دینی مدارس میں وقت گزارنے کا مجھے اتفاق نہیں ہوا، وہاں کے فارغ التحصیل طلباء اور علماء سے البتہ ایک تعلق رہا۔ جدید تعلیمی اداروں سے البتہ پڑھا بھی اور ملک کی بڑی جامعات میں پڑھانے کا اتفاق بھی ہوا۔ میں شرح صدر سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ جدید تعلیمی اداروں کے نوجوان، علمی ذوق، فکری افتاد طبع، مزاج کی سنجیدگی اور قومی امور پر سنجیدہ مباحث کے باب میں دینی مدارس کے طلباء سے بہت پیچھے ہیں۔ یہ انیس بیس کا فرق نہیں، بیچ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

میں کئی خندقیں حائل ہیں۔

ایک طرف جدید تعلیمی ادارے ہیں۔ وسائل کی بھی کوئی کمی نہیں اور ریاستی سرپرستی بھی وافر ہے۔ جدید اداروں کے مالی امکانات سے دینی مدارس کا کوئی مقابلہ ہی نہیں۔ بھاری بھرکم بجٹ ہیں جو ان جدید اداروں کو چلانے میں استعمال ہو رہے ہیں، ایکڑوں پر پھیلی اراضی ان کو سرکار نے دے رکھی ہے، انتہائی قابل اساتذہ انتہائی موزوں معاوضے پر یہاں پڑھا رہے ہیں۔

وسری جانب دینی مدارس ہیں، بجٹ موجود نہیں، عمارت بھی وہ خود ہی بناتے ہیں۔کوئی سرکاری سرپرستی نہیں۔اساتذہ کے معاوضے نہ ہونے کے برابر ہیں۔شاید ایک شیخ الحدیث کو ملنے والی ماہانہ رقم سے زیادہ ایک یونیورسٹی کے چپڑاسی کی تنخواہ ہو۔ان اساتذہ کا نہ میڈیکل ہے نہ پنشن۔مکمل سوتیلے ماحول میں، روکھی سوکھی کھا کر یہ بروئے کار آتے ہیں۔

لیکن فرق اتنا ہے کہ ہمالیہ جیسا۔ جدید اداروں کے طلباء سے آپ کسی بھی سنجیدہ قومی معاملے پر بات کر کے دیکھ لیں، چند چیزیں نمایاں ہوں گی۔اس کی معلومات نہ ہونے کے برابر ہوں گی۔ وہ تاریخ سے لاعلم ہوگا۔ وہ عصری سیاسی اور سماجی معاملات سے بھی لاتعلق ہوگا۔ وہ کسی معاملے پر سنجیدہ غور و فکر کی صلاحیت سے بھی محروم ہوگا۔کسی سنجیدہ معاملے پر اسے بات کرنا پڑ جائے تو دو چار فقرے کہہ کر ہانپ جائے گا۔نہ علم ہے، نہ طرز گفتگو کی خبر ہے، نہ بات کرنے کا سلیقہ ہے، نہ مزاج میں ٹھہراؤ ہے، نہ مطالعہ ہے، نہ کوئی ندرت خیال ہے۔ یہ قومی مسائل سے لاتعلق ایک ایسا وجود ہے جو پوری غیر سنجیدگی اور کھلنڈرے پن کے ساتھ کامل مادی جستجو میں ڈگری کے تعاقب میں بھٹک رہا ہے۔

کسی نے اس کے مزاج، افتادِ طبع اور اخلاقی پہلو کی تہذیب نہیں کی۔اس کا عصری شعور دو چار فقروں پر مبنی چند اقوال زریں تک محدود ہے۔اس کی اکثر معلومات واجبی، ناقص اور ادھوری ہیں۔اس کی دنیا میں علم و فکر کا کوئی دخل نہیں۔اس کا مزاج ایسا ہے یہ کسی مسئلے پر دو منٹ سے زیادہ بات نہیں کر سکتا۔بات تو کیا اس دورانیے سے زیادہ یہ کسی معاملے پر سنجیدگی سے سوچ بھی نہیں سکتا۔ یہ پھٹ پڑے گا یا لڑ پڑے گا۔

اس کے برعکس دینی مدارس کے طلباء قومی امور کے بارے میں زیادہ غور و فکر کرتے پائے جاتے ہیں۔اس کے ہاں کسی بھی معاملے پر اس کی سارے جہتوں کے ساتھ بات کرنے کا تحمل اور سلیقہ موجود ہے۔ وہ عصری سیاسی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اور سماجی شعور میں زیادہ پختہ ہیں۔ وہ اپنی تہذیبی اور مذہبی روایات سے زیادہ آگہی رکھتے ہیں۔ ان میں تحمل کے ساتھ بات کرنے کا سلیقہ زیادہ ہے۔

ایک طبقہ وہ ہے جو ریاست اور اس کے وسائل کی سرپرستی میں آگے آ رہا ہے اور دوسرا وہ ہے جو اس سے محروم ہے۔ لیکن افتادِ طبع میں اتنا فرق ہے کہ آدمی حیران ہو جائے۔ سوال یہ ہے کہ اس کی وجہ کیا ہے؟

میں نے اس سوال پر بہت غور کیا ہے اور میرے خیال میں اس کی وجہ کتاب ہے۔ دینی مدارس کتاب سے جڑے ہیں۔ مطالعے کا ذوق آپ میں ٹھہراؤ پیدا کرتا ہے۔ کتاب پڑھنے کے لیے ایک ٹمپرامنٹ درکار ہوتا ہے جو مدارس میں پروان چڑھ جاتا ہے۔ کتاب آپ اٹھاتے ہیں اور پھر پڑھنا شروع کرتے ہیں اور یہ مطالعہ کئی گھنٹوں اور بعض اوقات کئی دنوں تک محیط ہوتا ہے۔ اس دوران آپ پڑھ بھی رہے ہوتے ہیں اور آپ کے لاشعور میں ایک فکری مشق بھی جاری ہوتی ہے۔ آپ سوچتے ہیں سوالات اٹھتے ہیں اور اس سے ایک مزاج پروان چڑھتا ہے۔

دوسری جانب جدید تعلیمی ادارے ہیں۔ یہاں کتاب کا عمل دخل کم ہوتا جا رہا ہے۔ یہاں ٹک ٹاک ہے، یہاں یوٹیوب ہے، یہاں ٹوئٹر ہے، یہاں جدید ذرائع ابلاغ ہیں، لیکن یہاں کتاب نہیں ہے۔ نصاب کی کتاب بھی کم ہی پڑھی جاتی ہے، نوٹس سے کام چلایا جاتا ہے۔ تہذیبی، مذہبی اور عصری بیانیے کا، الا ماشاء اللہ، کسی کو علم نہیں۔

نتیجہ یہ ہے کہ ایک عام نوجوان، ایک ہی لمحے میں جست لگا کر نتیجہ نکالنا چاہتا ہے۔ وہ ٹھہراؤ اور غور وفکر کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ وہ ایک فکری ہیجان کا شکار ہے۔ وہ مطالعے سے دور ہو چکا ہے۔ کتاب تو کیا اس کے لیے ایک مقالہ یا چند صفحات پڑھنا بھی مشکل ہو چکا ہے۔ وہ مختصر سی پوسٹ سے آگے نہیں سوچ سکتا۔ سنجیدہ بات ہو تو وہ ہانپ جاتا ہے۔

یہ کتاب ہے جو علمی رویے کو جنم دیتی ہے اور مزاج میں ٹھہراؤ اور سلیقہ پیدا کرتی ہے۔ ٹک ٹاک اور دیگر تمام ذرائع اس ٹھہراؤ کے قائل نہیں۔ چنانچہ عام نوجوان کے ارتکاز کا دورانیہ ایک منٹ ہے۔ اس کے بعد وہ ڈی فوکس ہو جاتا ہے۔

سوشل میڈیا کی اہمیت اپنی جگہ، لیکن سماج کے مزاج کی تہذیب ہوگی تو صرف کتاب سے ہوگی اور تحریر سے ہوگی۔ ٹک ٹاک یا یوٹیوب سے نہیں ہوگی۔

......☆......☆......☆......☆......

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

[خطاب] مولانا محمد فیاض خان سواتی
[ضبط وترتیب] محمد حذیفہ خان سواتی

انفاق فی سبیل اللہ کے حیرت انگیز فوائد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، خُصُوْصاً عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ نُجُوْمِ الْھُدٰی، اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo

وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رِبِّ لَوْ لَآ اَخَّرْتَنِیْٓ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَکُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَo

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ، وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ، وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

محترم حاضرین و برادرانِ اسلام وخواتین محترمات!

تمہید

میں نے آپ کے سامنے قرآنِ کریم اٹھائیسویں پارہ میں سے ''سورۃ المنافقون'' کی آیت نمبر ۱۰ تلاوت کی ہے، جس کی روشنی میں آج میں انفاق فی سبیل اللہ کے فوائد کے حوالے سے کچھ ضروری باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں، اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے کیا فوائد ہیں اور وہ کیسے حاصل ہوتے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اور جناب رسول اللہؐ نے اپنے فرامین میں اس حوالے سے کیا تعلیمات دی ہیں، اس پر کچھ روشنی ڈالوں گا۔

سب سے پہلے اِس آیت کا ترجمہ اور مفہوم عرض خدمت ہے۔

تلاوت کردہ آیت کا ترجمہ ومفہوم

حضور نبی اکرمؐ کے زمانہ ءمبارکہ میں جو منافقین اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے منع کرتے تھے اور انفاق

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

فی سبیل اللہ میں رکاوٹ ڈالتے تھے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیتِ مبارکہ میں اُن کا رد کیا ہے، ارشاد فرمایا وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ اور تم خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے تمہیں رزق دیا ہے، اس آیت کے مخاطب اہلِ ایمان ہیں کہ اے مسلمانو! اس رزق میں سے جو ہم نے تمہیں دیا ہے، خرچ کرو، اس کی ایک لمٹ ہے، تحدید ہے اور وقت ہے مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِیَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ قبل اس کے کہ تم پر موت آجائے، یعنی اللہ کے راستے میں موت سے پہلے پہلے ہی خرچ کر سکتے ہو، جو آدمی اس پر عمل کرے گا وہ اللہ کا حکم مان کر کامیاب ہو جائے گا، لیکن جو اس پر عمل نہ کر سکا اس کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْ لَآ اَخَّرْتَنِیْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ وہ موت کے وقت تمنا کرے گا اور کہے گا اے میرے رب! تو نے مجھے تھوڑی سی مہلت اور کیوں نہیں دی، یہ مہلت کس مقصد کیلئے مانگے گا؟ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ تاکہ میں صدقہ وخیرات کرتا اور نیکوں میں سے ہو جاتا۔

صدقہ وخیرات کے گویا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے دو بنیادی فوائد اس آیت مبارکہ میں ارشاد فرمائے ہیں، ایک تو یہ کہ دنیا کی زندگی ایک نعمت ہے، صدقہ وخیرات اسی میں ہو سکتا ہے، چنانچہ اس زندگی میں جس نے اللہ کا یہ حکم مان کر اس پر عمل کر لیا وہ کامیاب ہو گیا، ایک فائدہ تو یہ ہوا، اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جس نے اس پر عمل کر لیا وہ نیکوں میں شامل ہو جائے گا، اس لیے ہر مسلمان مرد اور عورت کو اپنی اس محدود سی زندگی میں کوشش کرنی چاہئے کہ صدقہ وخیرات اور نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

تلاوت کردہ آیت پر ایک صحابی اور تابعی کا مباحثہ

اس آیت پر ترمذی شریف اور بعض دیگر کتب احادیث میں ایک صحابی اور تابعی کا مباحثہ منقول ہے، ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ جس آدمی کے پاس مال ہے اور وہ حج بیت اللہ کی استطاعت رکھتا ہے، اس کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے، لیکن وہ پھر بھی حج نہیں کرتا، اسی طرح اگر کوئی مال دار اور صاحبِ نصاب ہے، اس پر سال گزر گیا ہے اور سب شرائط پائی جاتی ہیں، لیکن زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، ایسا شخص مرتے وقت حسرت اور افسوس کرے گا اور دنیا میں واپس لوٹنے کی تمنا کرے گا، جب حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے یہ بات ارشاد فرمائی تو ان کے ایک شاگرد نے اس پر اعتراض کر دیا، کہنے لگے استاذِ محترم! یہ تو کافروں کے متعلق ہے کہ وہ دنیا میں لوٹنے کی تمنا کریں گے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بالکل اختصار کے ساتھ جواب میں یہی سارا رکوع تلاوت کر دیا، يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے یہ رکوع شروع ہوتا ہے، اس میں ایمان والوں کو مخاطب کیا گیا ہے کہ اے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ایمان والو! پھر فرمایا ہے کہ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰکُمْ اس میں سے خرچ کرو جو ہم نے تم کو رزق دیا ہے۔ آپ نے اپنے شاگرد سے پوچھا کہ بتا یہ کافروں کیلئے خطاب ہے یا مسلمانوں کیلئے؟ اس کو بات سمجھ میں آ گئی اور وہ خاموش ہو گیا، الغرض! اس آیت مبارکہ میں مسلمانوں اور اہل ایمان کو خطاب کیا گیا ہے۔

افضل صدقہ کے تین مواقع

بخاری شریف اور مسلم شریف میں موجود ہے، حضور نبی اکرمؐ سے پوچھا گیا کہ اَیُّ الصَّدَقَۃِ اَفْضَلُ افضل صدقہ کونسا ہے، جناب رسول اللہؐ نے جواب میں بڑے اختصار کے ساتھ تین باتیں ارشاد فرمائیں۔

[۱] آپؐ نے فرمایا کہ جب آدمی تندرست اور صحت مند ہو اور اس حالت میں صدقہ وخیرات کرے تو یہ افضل صدقہ ہے، بیماری میں تو اس کو اپنا لالچ پڑا ہوتا ہے کہ مجھے صحت مل جائے۔

[۲] دوسری بات آپؐ نے یہ ارشاد فرمائی کہ آدمی کو فقر و فاقہ کا ڈر ہو کہ میں مال خرچ کروں گا تو کہیں مجھ پر فقر و فاقہ نہ آ جائے، ایسے موقع پر اگر صدقہ وخیرات کرے گا تو یہ افضل صدقہ ہوگا، لیکن لوگ فقر و فاقہ کے ڈر سے صدقہ وخیرات نہیں کرتے، زکوٰۃ نہیں دیتے اور مال نہیں نکالتے۔

[۳] تیسری بات آپؐ نے یہ ارشاد فرمائی کہ اس کو مال کے بڑھانے کا لالچ ہو کہ میرا مال بڑھتا چلا جائے، یہ ہر انسان میں حرص ہوتی ہے کہ مال کے ساتھ مال بڑھانے کی کوشش کرتا رہتا ہے، ایسی صورت میں اگر صدقہ و خیرات کرتا ہے تو یہ بھی افضل صدقہ ہے۔

یہ تین مواقع ایسے ہیں کہ جو اِن میں صدقہ وخیرات کرے گا اور اللہ کے راستے میں خرچ کرے گا، حضور نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ وہ افضل صدقہ ہوگا۔ تندرست ہے، فقر و فاقہ کا ڈر ہے، مال بڑھانے کا لالچ بھی ہے، ایسے مواقع میں دوسروں کو مال دینا بڑا ہی مشکل ہوتا ہے، تندرستی کے زمانے میں آدمی یہ سوچتا ہے کہ میں زیادہ سے زیادہ مال جوڑ لوں جو بڑھاپے میں کام آئے گا، فقر و فاقہ کا ڈر ہو تو اس کو اپنی پڑی رہتی ہے، دوسروں کی پرواہ نہیں کرتا، اور مال بڑھانے کا لالچ ہو تو انسان میں بخل کا مادہ پیدا ہو جاتا، دوسرے کی خیر خواہی کا جذبہ اور اجتماعی سوچ ختم ہو جاتی ہے۔

صدقہ کے معانی اور مدّات

صدقہ کا لفظ قرآن کریم اور احادیث میں دو معانی میں استعمال ہوتا ہے، ایک زکوٰۃ کے معنی میں اور دوسرا نفلی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

صدقہ وخیرات کے معنی میں۔ انفاق فی سبیل اللہ کی سب سے پہلی مد زکوۃ وعشر ہے، جس کو اللہ نے فرض قرار دیا ہے۔ اس کے بارے میں آئندہ جمعہ میں مستقل عرض کروں گا۔

دوسری مد واجب ہے، جو رمضان المبارک میں صدقۃ الفطر کی صورت میں ادا کی جاتی ہے، جس کو فطرانہ کہتے ہیں، اسی طرح قربانی کے موقع پر جانور کو قربان کیا جاتا ہے، اس کے علاوہ واجب کے زمرہ میں اور بھی مدّات آتی ہیں، مثلاً کفارے ہیں، نذر ہے، اگر ماں باپ مال دار نہیں ہیں تو ان کی مالی خدمت بھی واجب ہوتی ہے، وغیرہ۔

تیسرے نمبر پر عام صدقہ وخیرات ہے، جس کو انفاق فی سبیل اللہ کہتے ہیں، اس کی بڑی طویل مد ہے، اگر صرف یہی عرض کیا جائے کہ انفاق فی سبیل اللہ میں یہ یہ مدات آتی ہیں تو سارا ٹائم اسی پر ختم ہو جائے گا، میں اختصار کے ساتھ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ عام نفلی صدقہ وخیرات، رفاہِ عامہ کے کام، مساجد کی تعمیر، مدارس کی تعمیر، بیواؤں اور یتیموں کی مالی اعانت اور ان کے علاوہ اور بہت سی مدات ہیں، جسے آسانی کیلئے آپ اس طرح سمجھ سکتے ہیں کہ فرائض اور واجبات کے علاوہ جتنی بھی انفاق فی سبیل اللہ کی مدّات ہیں وہ سب نفلی صدقہ وخیرات ہیں۔

اس کے بعد وقف کی مد آتی ہے، یہ بھی بڑے اجر وثواب کا باعث ہے، مسلم شریف کی روایت میں آتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ جناب رسول اللہؐ سے پوچھا کہ وہ کونسا عمل ہے جو میرے مرنے کے بعد مجھے سب سے زیادہ فائدہ دے گا، جناب رسول اللہؐ نے فرمایا کہ وقف، انہوں نے ایک زمین کے حوالے سے پوچھا تھا، چنانچہ حضرت عمرؓ نے اپنی وہ زمین وقف فی سبیل اللہ کر دی۔

صدقہ وخیرات کی مدات بطورِ تمہید عرض کر کے اب اپنے موضوع کی طرف آتا ہوں کہ جناب رسول اللہؐ نے زکوٰۃ اور صدقہ وخیرات کے فوائد کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے، اللہ نے جو بتایا ہے وہ تو میں نے آپ کے سامنے عرض کر دیا ہے، اس بارے میں جناب رسول اللہؐ کے بہت سے فرامین ہیں، وقت کی قلت کی بنا پر صرف دو احادیث مبارکہ آپ کے گوش گزار کر سکوں گا۔

صدقہ وخیرات کے حیران کن فوائد

ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف اور احادیث کی دیگر کتب میں ایک حدیث مبارکہ موجود ہے جس کے راوی حضرت انس بن مالکؓ ہیں، جو حضور نبی اکرمؐ کے خادمِ خاص تھے، دس سال تک سفر وحضر میں انہوں نے آپ کی خدمت کی، بڑے جلیل القدر صحابی ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہؐ نے بڑے جامع انداز میں صدقہ و

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

خیرات کے دوفوائد بیان فرمائے ہیں۔

[۱] پہلا فائدہ یہ کہ اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ صدقہ رب کے غضب کوٹھنڈا کرتا ہے،اللہ ناراض ہوتو خوش ہوجاتا ہے، یہ بہت بڑی بات ہے،اگر کسی کام سے اللہ ناراض ہوگیا ہے،انفاق فی سبیل اللہ اور تھوڑا بہت صدقہ وخیرات کرنے سے اگروہ راضی ہوتا ہے اوراس کا غصہ ٹھنڈا ہوجاتا ہے تو اور کیا چاہئے؟ اس سے بڑا فائدہ کوئی نہیں ہے۔

[۲] دوسرا فائدہ جناب رسول اللہؐ نے یہ فرمایا وَتَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ اللہ تبارک وتعالیٰ صدقہ وخیرات کرنے والے سے بری موت کودور کردیتا ہے،ایسے شخص کو بری موت نہیں آتی۔

بری موت میں سب سے پہلے نمبر پر کفر،شرک اور نفاق آتا ہے۔آدمی،کفر،شرک اور منافقت اور بداعمالیوں کی حالت میں مرجائے تو یہ سب سے بری موت ہے اوراس پر پکڑ آئے گی،اورانسانی صحت کے حوالے سے یہ ہے کہ صدقہ وخیرات کرنے والے کواللہ تبارک وتعالیٰ کسی لاعلاج بیماری میں مبتلا نہیں کرتا،جس کی وجہ سے وہ بستر پر ایڑیاں رگڑرگڑ کرنہیں مرتا، بلکہ نماز پڑھتے ہوئے،روزہ رکھتے ہوئے،زکوٰۃ دیتے ہوئے، حج کرتے ہوئے، چلتے پھرتے وہ اللہ کے پاس پہنچ جاتا ہے،اللہ اس کوکسی کامحتاج نہیں کرتا اور معذور نہیں کرتا۔ بری موت کے حوالے سے محدثین کرامؒ نے یہ ساری صورتیں بیان کی ہیں،لہٰذا صدقہ وخیرات کو معمولی نہیں سمجھنا چاہئے۔

دوسری حدیث مبارکہ حدیث کی مشہور کتاب ''مجمع الزوائد'' میں ہے،جس کے راوی حضور نبی اکرمؐ کے جلیل القدر صحابی اوراس امت کے سب سے بڑے مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہیں،اس میں جناب رسول اللہؐ نے تین باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔

[۱] ایک بات یہ ارشاد فرمائی حَصِّنُوْا اَمْوَالَكُمْ بِالزَّكٰوةِ اےلوگو!اپنے مالوں کو قلعے میں لاؤ زکوٰۃ ادا کرنے کے ساتھ،یعنی اگرتم اپنے مال کو قلعے میں بند کرکے محفوظ کرنا چاہتے ہوتو زکوٰۃ ادا کیا کرو،زکوٰۃ ادا کرنے والے آدمی کا مال ایسے ہوتا ہے جیسے اس کوایک قلعے میں محفوظ کردیا گیا ہو،اس کوکوئی چورڈاکونہیں لے جاسکتا اوروہ ضائع نہیں ہوتا،اس کے برعکس جولوگ زکوٰۃ ادانہیں کرتے،ان کا مال ضائع ہوجاتا ہے،پھروہ بڑی عجیب وغریب باتیں کرتے ہیں،خدا کوبھی گالیاں نکالنے لگ جاتے ہیں،العیاذ باللہ،حالانکہ قصور اپنا ہوتا ہے۔

اسی لیے فرمایا کہ حَصِّنُوْا اَمْوَالَكُمْ بِالزَّكٰوةِ اپنے مالوں کو قلعے میں لاؤ زکوٰۃ ادا کرنے کے ساتھ،اس کا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ایک مطلب تو ظاہری ہے کہ مال ضائع نہیں ہوگا اور چور ڈاکو وغیرہ نہیں لے جا سکیں گے، اس کا ایک معنوی مطلب بھی ہے، وہ یہ کہ جو زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو اس کا مال ضائع نہیں ہوتا اور قلعے میں محفوظ ہو جاتا ہے، وہ اس طرح کہ اس کو نامۂ اعمال میں لکھ دیا جاتا، جو اس کیلئے آخرت میں ذخیرہ ہو جاتا ہے، جس کا اس کو آخرت میں فائدہ ہی فائدہ ہوگا۔

[۲] دوسری بات جناب رسول اللہؐ نے یہ ارشاد فرمائی وَدَاوُوْا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ اپنے بیماروں کا علاج کرو صدقہ وخیرات کے ساتھ۔ انسانی زندگی میں بیماری اور صحت چلتی رہتی ہے، ہر گھر میں بیماری آتی ہے، ایک تو بیماری کا جسمانی علاج بتایا ہوا ہے کہ حکیم کے پاس جاؤ، ڈاکٹر کے پاس جاؤ، دوائی استعمال کرو، اور ایک روحانی علاج ہے، کبھی ڈاکٹر اور حکیم کو بھی سمجھ نہیں آتا کہ کیا ہو گیا ہے، اس وقت پھر اللہ کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے اور روحانی علاج کرنا پڑتا ہے، چنانچہ صدقہ وخیرات کرنے سے اللہ تبارک وتعالیٰ مصیبت کو ٹال دیتا ہے، اسی لیے فرمایا کہ وَدَاوُوْا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ اپنے بیماروں کا علاج صدقہ وخیرات سے کرو، یہ بیماریوں کو ٹالتا ہے۔ انسانی زندگی میں جو آدمی صحت مند ہے، اسی کیلئے یہ دنیا ہے، بیمار کیلئے تو دنیا بھی جہنم بن جاتی ہے۔

[۳] تیسری بات جناب رسول اللہؐ نے یہ ارشاد فرمائی، وَاَعِدُّوْا لِلْبَلَاءِ الدُّعَاءَ یہ جو مصیبتیں آتی ہیں، بلائیں آتی ہیں، ان کیلئے دعا کا ہتھیار تیار کرو۔ بلاؤں کو ٹالنے کیلئے خدا کے سامنے دستِ دعا دراز کرو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی تمام مسلمانوں کی مصیبتوں کو ختم فرمائے۔

صدقہ وخیرات غیر مسلموں کو بھی فائدہ دیتا ہے

میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ زکوٰۃ تو ویسے ہی فرض ہے، صدقہ وخیرات جس کی بے شمار مدات ہیں، جو انفاق فی سبیل اللہ کہلاتا ہے، اس کا مسلمانوں کو دنیا میں بھی فائدہ ہے اور آخرت میں بھی فائدہ ہوگا ان شاء اللہ العزیز، لیکن اگر غیر مسلم نیکی کے ارادے اور خیر خواہی کے جذبے سے مال خرچ کریں تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُن کو بھی اِس دنیا میں فائدہ پہنچاتے ہیں، آخرت میں تو ایمان اور اسلام معیار ہے، تاہم اس دنیا میں ان کو بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے، اس پر میں دو واقعات سمجھانے کیلئے عرض کرتا ہوں۔

ایک غیر مسلم کے صدقہ وخیرات کا عجیب واقعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ جن کی کتاب ''فضائل اعمال'' ہم پڑھتے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کو بڑی مقبولیت عطا فرمائی ہے، دنیا کی ہر زبان میں اس کا ترجمہ ہوا ہے اور ہر مسجد میں پڑھی سنی جاتی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہے،انہوں نے اپنی ’’آپ بیتی‘‘ میں ایک واقعہ لکھا ہے جوانہوں نے اپنے والدصاحب سے اور دیگر بزرگوں سے بھی سنا کہ انڈیا میں سہارن پور کے قریب ایک مقام ہے بھٹ، جب انگریز برصغیر میں مسلط تھا تو اس مقام پر ان کی ایک کالونی تھی جس میں ان کی کوٹھیاں تھیں، جوانہوں نے کاروبار کے لئے بنائی ہوئی تھیں، وہ خودتو دہلی، کلکتہ اور دیگر بڑے شہروں میں رہتے تھے، لیکن کبھی کبھار اپنی کوٹھیوں میں کاروبار کا معائنہ کرنے کیلئے وہاں آ جاتے تھے، ان کوٹھیوں میں نوکر چاکر اور چوکیدار وغیرہ مسلمان تھے۔

ایک دفعہ یوں ہوا کہ بھٹ کے مقام کے قریب جنگل میں آگ بھڑک اٹھی، جو پھیلتے پھیلتے ان کوٹھیوں میں آ پہنچی، سب ملازم وہاں سے بھاگ گئے، آگ کے سامنے بھلا کون ٹھہر سکتا ہے، جبکہ بجھانے والی کوئی چیز بھی موجود نہ ہو، ان کوٹھیوں میں سے ایک کوٹھی کا مالک دہلی رہتا تھا، اس کا بھی ایک مسلمان ملازم تھا، وہ وہاں سے بھاگا اور سفر کر کے سیدھا اپنے مالک کے پاس پہنچا تا کہ اس کو بتا سکے کہ سب جل کر بھسم ہو گیا ہے، اس کا انگریز مالک اس وقت کچھ پڑھنے لکھنے کا کام کر رہا تھا، اس نے وہاں جا کر شور برپا کر دیا کہ صاحب! سب جل کر ختم ہو گیا ہے، مالک نے اس کی طرف توجہ نہ دی اور اپنے کام میں مصروف رہا، اس نے پھر شور ڈالا، اس نے پھر توجہ نہ دی، ملازم بڑا پریشان ہوا کہ میری طرف توجہ ہی نہیں دے رہا، اس نے تیسری مرتبہ زور وشور سے آواز لگائی کہ صاحب! آپ کا سب کچھ اجڑ گیا، جل گیا، ختم ہو گیا، اس نے اس بار اس کی طرف توجہ کی تو ملازم نے ساری تفصیل بتائی، صورتحال سے آگاہ ہو کر مالک نے کہا کہ بار بار دُہرانے کی ضرورت نہیں ہے، میری کوٹھی کو کچھ نہیں ہوا ہوگا، اس موقع پر اس نے جو جملہ کہا وہ آپ کو سنانا چاہتا ہوں، جو شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ نے اپنی ’’آپ بیتی‘‘ میں لکھا ہے، ہم مسلمانوں کو اس پر یقین نہیں ہے، لیکن کافر لوگ کیسے یقین کرتے ہیں سنیں۔

اس نے کہا گھبرانے کی ضرورت نہیں، میری کوٹھی کو کچھ نہیں ہو سکتا، اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اپنے مال میں سے مسلمانوں کے طریقہ کے مطابق زکوٰۃ ادا کرتا ہوں۔ وہ خود مسلمان نہیں ہے، لیکن مسلمانوں کا طریقہ اس کو پسند ہے، حضور نبی اکرمؐ کے اس قسم کے فرامین اس کے سامنے ہیں کہ اپنے مالوں کو بچاؤ زکوٰۃ ادا کرنے کے ساتھ، اس نے یہ پڑھا ہوگا، اسی لیے اس نے کہا کہ میں مسلمانوں کے اصول کے مطابق اپنے مال میں سے زکوٰۃ نکالتا ہوں، اس وجہ سے میری کوٹھی کو کچھ نہیں ہو سکتا، لہٰذا فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

چنانچہ جب وہ اپنے مسلمان ملازم کے ساتھ وہاں گیا تو ساری کوٹھیاں جل چکی تھیں، لیکن اس کی کوٹھی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بالکل محفوظ تھی۔ یہ عملی نمونہ ہے، اس عمل سے اللہ تبارک وتعالیٰ مسلمانوں کے مالوں کو تو بچا تا ہی ہے، غیر مسلم بھی اگر نیکی اور خیر خواہی کے نظریے کے ساتھ صدقہ وخیرات کریں تو دنیا میں ان کے مالوں کو بھی مامون رکھتا ہے، البتہ آخرت کا مدار ایمان پر ہے۔ پھر اس میں کسی اچھے برے کی تمیز بھی نہیں ہے، مسلمان ہے یا کافر، اچھا ہے یا برا، اللہ تبارک وتعالیٰ سب کو اس کا فائدہ پہنچاتا ہے۔

ایک شریر آدمی کے صدقہ وخیرات کا سبق آموز واقعہ

ایک برے آدمی کی مثال بھی میں عرض کرتا ہوں۔ امام احمد بن حنبلؒ اہل سنت والجماعت کے چار بڑے اماموں میں سے ایک ہیں، جن کا دنیا میں فتویٰ چلتا ہے، انہوں نے اپنی کتاب ''کتاب الزہد'' میں ایک روایت نقل کی ہے، یہ حدیث کی کتاب ہے جس میں زہد کے حوالے سے بہت سی احادیث اور واقعات درج ہیں، وہ اپنی سند متصل کے ساتھ مسلم بن ابی الجعدؒ کے حوالے سے یہ روایت نقل کرتے ہیں، جس کا خلاصہ عرضِ خدمت ہے۔

یہ سابقہ اقوام کا واقعہ ہے، ظاہر بات ہے کہ اسے جناب رسول اللہؐ نے وحی کے ذریعے مسلمانوں کو بتایا، وگرنہ اور کوئی ذریعہ نہیں ہے، آگے صحابہؓ اور تابعینؒ میں یہ واقعہ آیا، پھر امام احمد بن حنبلؒ تک پہنچ گیا، مسلم بن ابی الجعدؒ بڑے محدث ہیں، تمام صحاح ستہ کے راوی ہیں، انہوں نے یہ واقعہ نقل کیا، یہ واقعہ عادِ ثانیہ کا ہے، قوم عاد دو گزری ہیں، ایک عادِ اولیٰ ہے جس کی طرف حضرت ہودؑ مبعوث ہوئے، اور ایک عاد ثانیہ ہے، جس کی طرف حضرت صالحؑ کی بعثت ہوئی، ان دونوں اقوام کے درمیان دوسو سال کا وقفہ ہے، ان کے واقعات قرآن پاک میں تفصیل سے آئے ہیں، حضرت صالح بن ارفخشد یا عبیدؒ اللہ تبارک وتعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر تھے، جن کا ذکر قرآن کریم میں جا بجا آیا ہے، اس قوم کے کھنڈرات عجائب اور عبرت کے طور پر آج بھی موجود ہیں جو مدائن صالح سے موسوم مقام میں ہیں، یہ عرب کے علاقے میں تبوک کی طرف ہیں، تبوک اور وادی قریٰ کے علاقوں میں یہ قوم آباد تھی، اس کو قومِ ثمود بھی کہتے ہیں، ثمود اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں پانی کی قلت ہو، اس علاقے میں پانی کی قلت تھی، جب یہاں حضرت صالحؑ مبعوث ہوئے، ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حیرت انگیز اونٹنی عطا فرمائی تھی، قوم کے سب سے بدبخت آدمی قدار بن سالف نے اس اونٹنی کی کونچیں کاٹ دی تھیں، وہ اونٹنی اللہ کی بڑی نشانی تھی، بڑی جسامت والی تھی، ایک دن میں وہ سارا پانی پیتی تھی اور دوسرے دن قوم کے لوگوں کی اور ان کے جانوروں کی باری ہوتی تھی، بہرحال! قرآن کریم میں ان کے واقعات بڑی تفصیل کے ساتھ موجود ہیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حضرت صالح بن عبیدؒ کے علاقے کا یہ واقعہ ہے، ان کے زمانے میں ایک آدمی تھا، جو لوگوں کو بڑا تنگ کرتا تھا، بڑا موذی اور شر پسند تھا، لوگ اس کے شر سے بڑے بیزار تھے، ایک مرتبہ قوم کے لوگوں نے اپنا ایک وفد بنایا اور حضرت صالحؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ یہ آدمی بڑا موذی ہے، ہمیں تنگ کرتا ہے اور باز نہیں آتا، وہ اس سے بہت تنگ آ گئے تھے، کہنے لگے آپ اس کے حق میں بد دعا کریں کہ اللہ اس کو اٹھالے اور ہماری جان چھوٹے، حضرت صالحؒ نے قوم کے لوگوں سے فرمایا کہ جاؤ تمہاری اس آدمی سے کفایت کر دی گئی ہے، مطلب یہ کہ میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے درخواست کی ہے اور میری دعا کو قبول کر لیا گیا ہے، وہ آدمی ختم ہو جائے گا اور تمہاری اس سے جان چھوٹ جائے گی، لوگ مطمئن ہو کر واپس چلے گئے، اُس موذی اور شر پسند آدمی کا کام کاج یہ تھا کہ وہ صبح کے وقت جنگل میں جاتا، لکڑیاں کاٹ کر لاتا اور ان کو فروخت کرتا تھا، یہ اس کا کاروبار تھا۔

جس دن لوگوں کا وفد حضرت صالحؒ کے پاس گیا تھا، اس سے اگلے دن کا واقعہ ہے کہ وہ آدمی حسب معمول جنگل میں لکڑیاں چننے کیلئے گیا، جنگل میں جب جاتے ہیں تو اپنے ساتھ کھانے پینے کا سامان بھی لے کر جاتے ہیں، کیونکہ وہاں تو کچھ نہیں ملتا، راستے میں جاتے ہوئے اسے بھوک لگی تو وہاں ایک مستحق سائل بھی آ گیا، وہ گھر سے اپنے لیے دو روٹیاں لے کر گیا تھا، عام آدمی دو ہی روٹیاں کھاتا ہے، سوائے گوجرانوالہ کے لوگوں کے، ایک ساتھی نے مجھے بتایا کہ گوجرانوالہ کی بارات جہاں جاتی ہے وہاں کے کھانا پکانے والے پہلے ہی آدھ پاؤ فی کس گوشت زیادہ لکھا دیتے ہیں، الغرض! وہ دو روٹیاں اپنے ساتھ لے کر گیا تھا، راستے میں ایک محتاج مل گیا تو اس نے ایک روٹی اس کو صدقہ کر دی اور دوسری روٹی خود کھالی، گویا کہ اس نے خود دو روٹیوں کی بجائے ایک پر گزارا کر لیا اور دوسری روٹی کو صدقہ وخیرات کر دیا اور جنگل میں چلا گیا، حسب معمول لکڑیاں وغیرہ کاٹیں اور لے کر قوم میں واپس آ گیا، لوگوں نے جب دیکھا کہ وہ صحیح سالم واپس آ گیا ہے تو بڑے پریشان ہوئے کہ اس کو تو کچھ ہوا ہی نہیں، جبکہ حضرت صالحؒ نے فرمایا تھا کہ جاؤ تمہاری کفایت کر دی گئی ہے، اور یہ لکڑیوں کا اتنا بڑا گٹھا بھی ساتھ لے آیا ہے، اس کا تو کاروبار بھی چمک اٹھا ہے۔

قوم کے لوگ پھر وفد بنا کر حضرت صالحؒ کے پاس پہنچے کہ آپ نے تو ایسا فرمایا تھا، جبکہ وہ آدمی پھر صحیح سالم جنگل سے لکڑیاں لے کر واپس آ گیا ہے، حضرت صالحؒ نے فرمایا اچھا؟ اس آدمی کو بلا کر لاؤ، لوگ گئے، اس کو پیغام دیا، وہ آ گیا، حضرت صالحؒ اللہ کے پیغمبر تھے، نیک آدمی تھے، نیک آدمی جس علاقے میں بھی ہوتا ہے برے سے

بڑے لوگ بھی اس کا دلی احترام ضرور کرتے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اس کی محبت دل میں ڈال دی جاتی ہے، حضرت صالحؑ نے اس کو بلایا تو وہ آ گیا، آپ نے اس موذی آدمی سے پوچھا کہ تُو نے آج کیا کیا عمل کیا تھا، اس نے تفصیل کے ساتھ اپنے پورے دن کی کارگزاری سنائی اور یہ بھی بتایا کہ میں اپنے ساتھ جنگل میں دو روٹیاں لے کر گیا تھا، راستے میں ایک سائل ملا تو ایک روٹی اس کو صدقہ کر دی۔

حضرت صالحؑ نے یہ سن کر کہا کہ اچھا جو لکڑیوں کا گٹھا تم جنگل سے اکٹھا کر کے لائے ہو وہ لاؤ، قوم کا مجمع لگا ہوا تھا، آپ نے سب کے سامنے کہا کہ اس گٹھے کو کھولو، جب اس نے اس کو کھولا تو اس میں لکڑیوں کے بڑے بڑے تنے تھے اور اس میں ایک موٹے درخت کے تنے جتنا سیاہ رنگ کا لمبا سانپ بھی تھا، جس نے ایک لکڑی کے تنے کے اوپر اپنے دانت گاڑے ہوئے تھے، حضرت صالحؑ نے اس موقع پر جو جملہ ارشاد فرمایا وہی موضوع کی مناسبت سے آپ کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں، انہوں نے فرمایا کہ اس آدمی نے جو چپاتی نیک نیتی کے ساتھ صدقہ کی تھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی برکت سے اسے بچا لیا ہے، وگرنہ یہ سانپ ڈسنا تو اس کو چاہتا تھا، لیکن اس نے اس درخت کے تنے کو ڈنگ مار دیا اور یہ بچ گیا۔

الحاصل! صدقہ وخیرات اچھوں کو بھی فائدہ دیتا ہے اور بروں کو بھی، اہلِ ایمان کو بھی اور غیر مسلموں کو بھی، یہ الگ بات ہے کہ اُن کو صرف اس دنیا میں فائدہ دیتا ہے اور اہلِ ایمان کو آخرت میں بھی فائدہ دے گا، آگے رمضان المبارک کا موقع آ رہا ہے، اس میں چونکہ انفاق فی سبیل اللہ کرتے ہیں، زکوٰۃ وعشر اور صدقہ وخیرات ادا کرتے ہیں اور اس کی ساری مدّات میں حسب توفیق خرچ کرتے ہیں، اس لیے موقع کی مناسبت سے صدقہ و خیرات اور انفاق فی سبیل اللہ کے فوائد کے حوالے سے میں نے چند ضروری باتیں عرض کر دی ہیں، دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو انفاق فی سبیل اللہ کی توفیق نصیب فرمائے۔

دعائیہ کلمات

اللہ تبارک وتعالیٰ تمام بیماروں کو شفاء کاملہ وعاجلہ نصیب فرمائے، ہمارے اسی مسجد کے نمازی باؤ نذیر محمد صاحب کا آپریشن تھا، ان کیلئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو صحت کاملہ وعاجلہ نصیب فرمائے۔ ہمارے اسی مدرسہ کے سابق استاذ تھے، جو آج کل برطانیہ میں ہوتے ہیں، ان کے والد گلی لانگریاں والی مسجد کے منتظمین میں سے تھے، بڑے نیک آدمی تھے، حاجی محمد یعقوب صاحب، وہ بھی پرسوں وفات پا گئے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی بخشش و

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مغفرت فرمائے، ان کے علاوہ بھی جتنے مسلمان مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے وفات پا چکے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ سب کی بخشش ومغفرت فرمائے، اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو دین حق کی صحیح سمجھ نصیب فرمائے، اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَن لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔

(تاریخ خطبہ جمعۃ المبارک: ۲۷ مئی ۲۰۱۶ء)

......☆......☆......☆......☆......

ضروری اعلان!

امسال جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کی سالانہ تقریب تقسیمِ اسناد و دستار بندی ۲۴ فروری ۲۰۲۳ء بروز جمعۃ المبارک منعقد ہوگی، جس میں سالِ رواں فراغت حاصل کرنے والے تمام طلبہ و طالبات کی دستار بندی و چادر پوشی کی جائے گی، تمام احباب کو اس مبارک مجلس میں شرکت کی پرخلوص دعوت دی جاتی ہے، جب کہ اس موقع پر خواتین کے لئے بھی باپردہ انتظام ہوگا۔ (ادارہ)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مولانا حافظ مومن خان عثمانی
فاضل جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

اہل بیت رسولؐ اور صحابہ کرامؓ کی توہین کے خلاف قانون سازی

اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ اسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ مقدس جماعت ہے، جو تمام مسلمانوں کے لئے انتہائی قابل احترام ہے، مسلمان ان میں سے کسی ایک فرد کے بارہ میں بھی کوئی ہلکا جملہ نہ استعمال کرسکتا ہے اور نہ اس کے کان کسی ایسے جملے کا سننا برداشت کرتے جس میں اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ اسلم اور صحابہ کرام کے بارہ کوئی ذرہ بھر توہین ہو۔ صحابہ، صحابی کی جمع ہے، یعنی بہت سارے صحابہ، صحابی کس کو کہتے ہیں اس کی تعریف کیا ہے؟ صاحب اور صحابی کے معنی ہیں دوست، ساتھی، یار، مالک، مختار، اور بادشاہ وغیرہ۔ محدثین اور جمہور علماء وسیرت نگاروں کے مطابق صحابی اسے کہا جاتا ہے جسے ایک عرصہ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ اسلم کے ساتھ نشست وبرخاست کا موقع ملا ہو، امام بخاری، امام احمد بن حنبل اور دیگر محدثین کے نزدیک صحابی اس شخص کو کہا جاسکتا ہے جس نے حالت اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ اسلم کو دیکھا ہو بلکہ آنکھوں سے دیکھنا بھی ضروری نہیں صرف ملاقات کرنا کافی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر وہ شخص صحابی ہے جس نے ایمان کی حالت میں کسی ساعت بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ اسلم کی صحبت اُٹھائی ہو۔ حافظ ابن حجر عسقلانی کے نزدیک وہ بچے بھی صحابہ میں داخل ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ اسلم کی صحبت اُٹھائی ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ صحابہ کرام کی صفات حمیدہ کا تذکرہ فرمایا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے مقامات پر صحابہ اکرام اور اہل بیت عظام کے فضائل بیان فرمائے ہیں، حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ منبر تشریف فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد ارشاد فرمایا: ”میں یہ کیا دیکھتا ہوں کہ تم لوگ میرے صحابہ کے بارہ میں اختلاف کرتے ہو کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے اور میرے اہل بیت اور میرے اصحاب کی محبت میری امت پر قیامت تک کے لئے فرض کردی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کے بارہ میں امت کو محبت، الفت، حسن سلوک، اکرام، احترام، اچھے الفاظ میں یاد کرنے، برا بھلا نہ کہنے، اذیت نہ پہنچانے اور بغض ونفرت سے بچنے کی بار بار تاکید فرمائی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہ کی عظمت ومحبت اور احترام کا اس قدر خیال تھا کہ آپ نے ایک کلمہ گو مسلمان کی نماز جنازہ پڑھانے سے صرف اس لئے انکار فرمادیا تھا کہ یہ شخص حضرت عثمان سے بغض رکھتا ہے، اس لئے میں اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھاتا۔ اس لئے ایمان کا تقاضا ہے کہ اہل بیت اطہار اور صحابہ کرامؓ کے ساتھ گہری عقیدت ومحبت رکھی جائے اور ان کی اطاعت کے ساتھ ساتھ ان کی عزت وناموس کا تحفظ کیا جائے، ایسے سرپھروں کو بزور قانون اور بزور قوت روکا جائے جن کی خمیر میں ان پاکیزہ اور مقدس ہستیوں کے لئے نفرت کے جذبات ہوں، پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے جو کلمہ کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا ہے اس میں ضروری ہے شعائر اسلام کی مکمل حفاظت ہو، انبیاء علیہم السلام، اہل بیت عظام، صحابہ کرام اور دیگر مقدس ہستیوں کو مکمل تحفظ حاصل ہو، اس سے امن ومان کی صورت حال قائم ہے گی، محبت وبھائی چارے کی فضا بھی موجود رہے گی، بین المسلکی ہم آہنگی بھی برقرار رہے گی، سوشل میڈیا پر اپنی بات دنیا تک پہنچانا بہت آسان ہو چکا ہے، جس کی وجہ سے ایسے بہت سارے سرپھرے میدان میں نکل آئے ہیں جو انبیاء کرام، اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی توہین پر مبنی پوسٹیں شیئر کرتے رہتے ہیں، اس لئے ضروری تھا کہ اس کے لئے سخت سے سخت سزا مقرر کی جائے تاکہ اس قسم کے سرپھروں کا راستہ روکا جا سکے۔

منگل 17 جنوری 2023ء کو قومی اسمبلی نے صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کی توہین پر سزائے موت اور کم از کم دس سال قید کی سزا کا بل متفقہ طور پر منظور کرلیا ہے، 2020ء میں دو ممبران قومی اسمبلی نے یہ بل پیش کیا تھا (۱) جمعیت علماء اسلام کے ممبر قومی اسمبلی مولانا مفتی عبدالشکور موجودہ وفاقی وزیر برائے مذہبی امور (۲) جماعت اسلامی کے ممبر قومی اسمبلی مولانا عبدالاکبر چترالی۔ سپیکر نے اپنے اختیارات کے مطابق مولانا چترالی والا بل منظوری کے لئے آگے بھیج دیا، اس بل کے بیان اغراض ووجوہ میں محرک لکھتا ہے ''چند ہی لوگ انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا پر توہین رسالت کا عمل انجام دیتے ہیں اور وہ پوشیدہ طور پر ایسے صفحات اور پیغامات اپ لوڈ کرتے ہیں تاہم دفعہ 298/ج میں سزائے موت کی وجہ سے توہین رسالت میں ملوث لوگوں کی شرح بہت کم ہے اس حقیقت کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ اسلم کے صحابہ اور دیگر مقدس ہستیوں کی توہین کرنے سے صرف ملک میں دہشت گردی اور انتشار کو فروغ ملتا ہے بلکہ اس سے تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی دل آزاری ہوتی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے انتشار کو ''فتنہ قتل سے بڑا جرم کہا ہے'' مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/ ایف میں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ اسلم ازواجِ مطہرات، خاندان اور صحابہ کرام کی توہین کرنے والے کو کم از کم تین سال کی سزائے قید اور معمولی جرمانہ کی سزا مقرر ہے جبکہ یہ جرم قابل ضمانت ہے۔ اس سادہ سی سزا کی وجہ سے مجرم سزا کے باوجود اس جرم کا دوبارہ ارتکاب کرتا ہے، لہذا اس سادہ سزا کی وجہ سے لوگ بذات خود مجرموں کو سزا دینے کی کوشش کرتے ہیں جو تشدد میں اضافہ کا باعث بنتا ہے (۲) یہ ذمہ داری منتخب پارلیمان کی ہے کہ وہ اس حساس اور سنجیدہ معاملہ کو سمجھتے ہوئے ان تمام چیزوں کا جائزہ لے جس سے مادر وطن پاکستان کے اندر دہشت گردی کو فروغ ملتا ہے، مزید برآں جرائم کی فہرست میں بیان کردہ کچھ جرائم، امہات المومنین، اہل بیت، خلفائے راشدین اور صحابہ کرامؓ کی توہین کی نوعیت سے کم کے ہیں مگر ان کی سزائیں مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295/ الف میں بیان کردہ سزاؤں سے زیادہ ہیں مثال کے طور پر، الف: ایک فرد جو مذہبی شعائر اور مذہبی رہنما پر تنقید کرتا ہے تو وہ دس سال قید کی سزا کا مستوجب ہوگا جبکہ امہات المومنین، اہل بیت، خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کی توہین کی سزا مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/ الف میں نہ ہونے کے برابر ہے۔ (ب) ایک فرد جو عام آدمی کی ہتک عزت کا مرتکب ہو تو وہ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 500 کے تحت پانچ سال قید اور ایک لاکھ روپے جرمانہ کی سزا کا مستوجب ہوگا، جبکہ مذکورہ بالا مقدس شخصیات کی توہین کی سزا دفعہ 298/ الف میں بہت ہی کم رکھی گئی ہے۔ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 381 کے تحت سزا دس سال قید ہے اور مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/ الف میں صراحت کردہ سزا کے مقابلہ میں امہات المومنین، اہل بیت، خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کی توہین کرنے والوں کے لئے معمولی سزا کی صراحت کی گئی ہے مزید یہ کہ مجموعہ تعزیرات پاکستان دفعہ 298 کی رو سے ایسا فرد جس پر توہین رسالت کا جرم ثابت ہو چکا ہو اسے حقیقی معنوں میں رسول پاک صلی اللہ علیہ اسلم کی توہین کا مرتکب قرار دیا جاتا ہے لہذا 298/ الف کو پی سی سی کی دفعہ 295/ ج کے ساتھ ملا کر پڑھنا اور زیر غور کرنا ضروری ہے۔ اگر پارلیمان دہشت گردی اور فرقہ واریت کے خاتمے کے لئے مخلص ہے، تو اسے اس ضمن میں کلیدی کردار ادا کرنا چاہئے۔ پارلیمان کو امہات المومنین، اہل بیت، خلفائے راشدین اور صحابہ کرامؓ کے بارہ میں توہین آمیز رائے دینے والے مجرم کی سزا کو سزائے موت سے تبدیل کر دینا چاہئے۔

قائمہ کمیٹی برائے وزارت داخلہ نے 18 فروری 2021، 7 اپریل 2021، 27 مئی 2021، 15 جولائی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

2021،کو منعقدہ اپنے اجلاسوں میں اس بل پر غور وخوض کے بعد اس کی منظوری دی تھی،لیکن سابقہ حکومت شاید اس سعادت سے محروم القسمت تھی، بلکہ وہ تو سوشل میڈیا میں توہین رسالت کے مجرموں کے حق میں عدالت میں گئی تھی،جس رٹ کو چند دن قبل ہی قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن کے کہنے پر اس حکومت نے واپس لے کر بہت بڑے فتنہ کا سدباب کیا،اس لئے سابقہ تبدیلی دور حکومت میں یہ بل بھی فائلوں کے نیچے دبا رہا اور اب پی ڈی ایم کی حکومت میں اس کو منظور کر دیا گیا،اس بل کے محرک مولانا عبدالاکبر چترالی،جبکہ مؤیدین میں جمعیت علماء اسلام کے مولانا عصمت اللہ،وفاقی وزیر برائے مذہبی امور مفتی عبدالشکور جو خود بھی اسی قسم کے بل کے محرک تھے،مولانا صلاح الدین ایوبی،ڈپٹی سپیکر جناب زاہد اکرم درانی اور کئی دوسرے دیگر ممبران بھی شامل ہیں،وہ سب کے سب ممبرانِ قومی اسمبلی مبارکباد کے مستحق ہیں جنہوں نے اس کی منظوری میں تھوڑا یا زیادہ کردار ادا کیا ہے کیونکہ اس بل کے ذریعے بہت بڑا مسئلہ حل ہو گیا،اگر اس بل پر اس کی روح کے مطابق عمل درآمد ہو جائے تو اس سے ملک کے اندر پھیلی ہوئی دہشت گردی،فرقہ واریت اور مسلکی نفرتوں جیسے دیگر کئی خطرناک قسم کے مسائل حل ہو جائیں گے۔

نومبر ۱۹۹۵ء سے دسمبر ۲۰۱۰ء تک ماہنامہ نصرۃ العلوم کے اوراق میں بکھرا ہوا

حاصل مطالعہ

صفحات: ۳۲۸ قیمت: ۱۶۰

== از قلم ==

حضرت مولانا محمد فیاض خان سواتی

== ناشر ==

ادارہ نشر و اشاعت جامعہ نصرۃ العلوم فاروق گنج گوجرانوالہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مولانا محمد ابوبکر حنفی شیخوپوری
سابق استاذ التفسیر جامعہ اسلامیہ امدادیہ چنیوٹ

ذخیرہ اندوزی، ایک غیر فطری اور غیر شرعی عمل

معیشت کا پہیہ رواں رکھنے اور اقتصادیات کے نظام کے تسلسل کے لئے کسب معاش کے دیگر ذرائع مثلاً ملازمت، زراعت اور صنعت کاری کی طرح تجارت کو بھی غیر معمولی حیثیت حاصل ہے۔ رائج الوقت سکوں کے عوض اشیائے ضروریہ کا تبادلہ دنیا کی قدیم روایت چلی آرہی ہے اور اب تک یہ نظامِ عالم کا حصہ ہے، یہ وہ مقدس پیشہ ہے جسے ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سمیت بہت سے جلیل القدر انبیاء نے اختیار کیا ہے، نبی کریمؐ نے تجارت کی غرض سے دو مرتبہ ملکِ شام کا سفر کیا ہے، قرآنِ کریم میں حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق مذکور ہے کہ وہ زرہیں بنا کر بیچتے تھے اور اس سے حاصل ہونے والی کمائی سے اپنا گذر بسر کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً تجارتی عمل کا حصہ بننے کے ساتھ ساتھ تجارت سے وابستہ طبقے کی بھی کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے، چنانچہ سنن ابنِ ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ارشاد فرمایا التاجر الامین الصدوق المسلم مع الشهداء يوم القيمة ''امانتدار سچا مسلمان تاجر قیامت کے دن شہداء کے ساتھ ہو گا''۔ ایک روایت میں انبیاء، صدیق اور صالحین کی معیت کا بھی ذکر ہے۔

اسلام چونکہ ایک آفاقی مذہب اور قیامت تک کی انسانیت کے لئے نجات دہندہ ہے اس لئے اس نے دین کے دیگر شعبہ جات کی طرح تجارت سے متعلق بھی جامع ہدایات اور زریں اصول دیے ہیں۔ اسلامی تجارت کے بنیادی اصولوں میں سے ایک اصول یہ ہے کہ لوگوں کی روزمرہ کی اشیائے ضروریہ جن کے بغیر نظامِ زندگی بری طرح متاثر ہوتا ہے وہ انہیں بہم پہنچانے میں تاجر برادری اپنا کردار ادا کرے اور یوں انسانیت کی خدمت کر کے اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دے، اگر خدانخواستہ تاجر طبقے کی طرف سے عام ضرورت کی اشیاء کو سٹاک کر کے مصنوعی قلت پیدا کر دی گئی اور وہ ذخیرہ اندوزی کے اس قبیح عمل کے ذریعہ منافع خوری کا مکروہ دھندہ کرنے میں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ملوث ہوگئے تو یہ عمل غضبِ الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے، احادیث طیبات میں اس کی سخت مذمت بیان کی گئی ہے۔حضرت معمر بن عبداللہؓ کی روایت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے لا یحتکر الا خاطیء ''ذخیرہ اندوزی صرف گنہگار شخص ہی کرتا ہے''۔(ابنِ ماجہ) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا الجالب مرزوق والمحتکر ملعون ''تاجر کو رزق دیا جاتا ہے اور ذخیرہ اندوز ملعون ہے''۔(صحیح مسلم) حضرت عمرؓ نے نبی کریمؐ کا یہ فرمان نقل کیا ہے من احتکر علی المسلمین طعاما ضربہ اللہ بالجذام والافلاس ''جو شخص مسلمانوں پر ذخیرہ اندوزی کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر کوڑھ کے مرض اور فقر کو مسلط کر دے گا''(سنن ابنِ ماجہ) ایک موقع پر نبی کریمؐ نے ذخیرہ اندوزی اور منافع خوری کرنے والے شخص کو نفسیاتی مریض قرار دیا، چنانچہ فرمایا بئس العبد المحتکر ان ارخص اللہ الاسعار حزن وان اغلاھا فرح ''وہ ذخیرہ اندوز شخص بہت برا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ (چیزوں کے) دام کم کر دے تو وہ غمگین ہو جاتا ہے اور اگر بڑھا دے تو خوش ہو جاتا ہے''(مجمع الزوائد)

ذخیرہ اندوزی کرنے والے شخص کا حال سود خور کی طرح ہے، جس طرح سود خور مال بڑھانے کے لئے سودی لین دین کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں سود کو مٹاتا ہوں یعنی مال بڑھنے کی بجائے کم ہو جاتا ہے اسی طرح ذخیرہ اندوزی کرنے والے کو بھی اس کا مقصد حاصل نہیں ہوتا، اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ انسانی ضرورت بڑھنے کے ساتھ ساتھ اجناس کے دام بڑھتے جائیں اور میں دنوں میں امیر ترین شخص بن جاؤں، لیکن اس ناجائز اور حرام طریقے سے حاصل شدہ نفع بے برکتی کے باعث اس کی ضروریات کو پورا کرنے سے قاصر رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے ایسے امراض میں مبتلا کر دیتے ہیں کہ ساری جمع پونجی ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کی بھاری بھر فیسوں اور ادویات کی نذر ہو جاتی ہے، یا ایسے ناجائز مقدمات میں پھنس جاتا کہ کچہریوں کے چکروں اور وکیلوں کے معاوضوں میں وہ رقم پانی کی طرح بہہ جاتی ہے، غرضیکہ کسی نہ کسی طریقہ سے اللہ تعالیٰ اس نفع سے فائدہ اٹھانے محروم کر دیتے ہیں۔

یہ ایک المیہ ہے کہ مال کی حرص ہمارے رگ و ریشہ میں اس قدر سرایت کر گئی ہے کہ ہمیں حلال وحرام، صحیح غلط اور جائز و ناجائز کی پرواہ تک نہیں رہی، ایک مسلم معاشرے میں رہتے ہوئے ہمارا طرزِ عمل یہ بن چکا ہے کہ کسی لاچار کی مدد کرنے اور ضرورتمند کی ضرورت کو پورا کرنے کی بجائے ہم قیمتوں میں گرانی کر کے ان کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہیں، یہ انتہائی غیر اخلاقی، غیر فطری اور غیر شرعی عمل ہے، سلف صالحین کے حالات

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی نظر میں لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنا اپنے ذاتی نفع کے حصول سے مقدم سمجھا جاتا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دورِ خلافت میں ایک مرتبہ قحط کے آثار شروع ہو گئے جس کی وجہ سے لوگوں میں پریشانی کی لہر دوڑ گئی، حضرت عثمانِ غنیؓ کے ایک ہزار غلے اور اناج سے لدے ہوئے اونٹ شام سے مدینہ کی طرف آرہے تھے، تاجر یہ سنتے ہی صبح سویرے حضرتِ عثمان کے دولت کدہ پر پہنچ گئے اور انہیں دس کی خرید پر بارہ درہم کی پیش کش کی، آپؓ نے بیچنے سے انکار کر دیا، انہوں نے تیرہ پھر چودہ اور آخر پندرہ درہم پر اپنا فصلہ سنا دیا کہ ہم اس سے زیادہ نفع نہیں دے سکتے، آپؓ نے انہیں جواب دیا: میں نے ایک ایسے بیوپاری سے سودہ کیا ہے جو دس پر پندرہ نہیں بلکہ ایک پر دس گنا نفع عطاء کرتا ہے، انہوں نے حیران ہو کر پوچھا کہ وہ کون ہے؟ آپؓ نے فرمایا: وہ اللہ ہے، پھر ان سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا: اے تاجرو! گواہ ہو جاؤ! میں یہ سارا غلہ بغیر کسی قیمت کے صرف اللہ کی رضا کے لئے لوگوں پر خیرات کرتا ہوں۔

معاشرے میں ان تابندہ روایات کو پھر سے زندہ کرنے، انسانیت کو اپنے تابناک ماضی سے وابستہ کرنے، ذخیرہ اندوزی جیسے مذموم اقدامات کی حوصلہ شکنی کرنے، ایسے غلط عناصر کے خاتمے اور منافع خور مافیا کو قانون کے شکنجے میں لانے کے لئے تمام طبقات کو اپنا کلیدی کردار ادا کرنا چاہئے، علماء کرام اپنے خطبات میں اس مکروہ عمل کی سنگینی سے عوام الناس کو مطلع کریں اور قانون نافذ کرنے والے ادارے اور متعلقہ شعبہ کے افسران قانونی چارہ جوئی کے ذریعہ اس کا سدِ باب کریں۔

......☆......☆......☆......☆......

ہمارے معاشرے میں عورت بہت حوالوں سے مظلوم ہے اور اس کے بہت سے شرعی حقوق یہاں دبائے جا رہے ہیں لیکن اس محاذ پر دینی حلقوں کی کوئی واضح نمائندگی موجود نہیں ہے، سیکولر حلقے اور این جی اوز ہی حقوقِ نسواں کے شعبہ میں جدوجہد کرتے اور اپنے ایجنڈے کے حوالے سے اسے کیش کرواتے نظر آتے ہیں۔

حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم --- ❁ --- مولانا محمد فیاض خان سواتی

وفیات

(۱) کل (۷ جنوری ۲۰۲۳ء) ہمارے زمانہ طالب علمی کے انتہائی بے تکلف ساتھی حضرت مولانا محمد یوسف رشیدی میواتی کے انتقال کی خبر ملی، جو کافی عرصہ سے گردوں کے عارضہ میں مبتلاء تھے، آج انہیں سپردِ خاک کر دیا گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا رشیدی ہمارے ہاں جامعہ نصرۃ العلوم میں داخل ہوئے اور کچھ سال وسطانی درجات کی تعلیم یہاں حاصل کی، دورہ حدیث انہوں نے ہمارے ہاں نہیں پڑھا تھا، البتہ سن 1984ء میں انہوں نے ہمارے ہاں دورہ تفسیر کی سند حاصل کی تھی۔

موصوف بہت ہی اعلیٰ صفات کے بے نفس اور بے لوث انسان تھے، ان کے ساتھ ماضی کی بہت سی یادیں وابستہ ہیں۔

گزشتہ شعبان میں انہوں نے مجھے اپنے مدرسہ تعلیم القرآن میتر انوالی میں تعمیری سلسلہ کی مشاورت کے لئے مدعو کیا تھا، اللہ کریم نے ان سے دین کا بہت کام لیا ہے، اپنے علاقہ میں متعدد دینی مدارس کا قیام ان کی کوششوں سے عمل میں آیا، تبلیغی جماعت سے بھی ان کا گہرا تعلق تھا، اس حوالہ سے علاقہ بھر میں انہیں ہر طبقہ میں انتہائی عقیدت واحترام سے دیکھا اور سنا جاتا تھا۔

اللہ کریم ان کی جملہ خدمات کو شرفِ قبولیت سے نوازے، ان کے پسماندگان کو ان کی حسنات کا سلسلہ جاری رکھنے کی توفیق سے نوازے، فقیر ان کے صاحبزادگان اور جملہ متعلقین سے دلی تعزیت کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ کریم مولانا کی تمام لغزشوں سے تسامح فرماتے ہوئے اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطاء فرمائے۔

آمین یارب العالمین۔

و ان افتقادی واحدا بعد واحد دلیل علیٰ ان لا یدوم خلیل

(۲) جامع مسجد نور کے جمعہ کے مستقل نمازی مختار احمد بھی گزشتہ ماہ اچانک انتقال کر گئے، مرحوم جامعہ نصرۃ العلوم سے محبت رکھنے والے اور معاون بھی تھے، اللہ کریم انہیں بھی غریق رحمت فرمائے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com